قربانی کی کھال کے مصارف
مساجد و مدارس
تصنیف لطیف
مفسر اعظم پاکستان شیخ الحدیث والقرآن
حضرت علامہ
مولانا محمد فیض احمد اویسی رضوی

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ

نام کتاب :...... قربانی کی کھال کے مصارف مساجد و مدارس

مصنف :...... علامہ محمد فیض احمد اُویسی رضوی قادری رحمۃ اللہ علیہ

باہتمام :...... صوفی مختار احمد اُویسی

کمپوزر ترتیب و آرائش:...... ملک محمد اظہر عامر اُویسی' محمد خورشید مختار اُویسی

پروف ریڈنگ۔ محمد نوید مختار اویسی

صفحات :...... 64

قیمت :...... 50 روپے

ناشر

سیرانی کتب خانہ، محکم الدین سیرانی روڈ بہاولپور

0300-6830592

ملنے کے پتے

سیرانی کتب خانہ بہاولپور	مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور	مکتبہ ضیائے مدینہ بیراج روڈ سکھر
مکتبہ چشتیہ بھیرہ شریف (سرگودھا)	احمد بک کارپوریشن کمیٹی چوک راولپنڈی	مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ فیصل آباد
مکتبہ فیضان مدینہ رحیم یار خان	مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ حیدرآباد	مکتبہ گلزار مدینہ [illegible]
مکتبہ ضیائیہ اقبال روڈ راولپنڈی	مدرسہ کنز الایمان پیر خانہ گجرات	اسلامک بک سنٹر راولپنڈی

از: ابوالفاروق فقیر محمد رفیق نقشبندی پیر خانوی سرائے عالمگیر ضلع گجرات

آہ! حضور فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ:

آج وہ شخصیات بہت کم نظر آتی ہیں جن کے رگ و پے میں مستی کردار خون کی طرح محو گردش ہو جن کا قلب عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار جن کی صورت و سیرت سنت نبوی کی علمی تصویر ہوں جن کا کردار و گفتار اللہ کی برہان جو مسند تدریس کی زینت ہوں یا مسند ارشاد کا فخر یا تصنیف و تالیف کی جان بہر صورت اپنے فرسن کمالات کے خوشنہ حسینوں کو دنیا کی امامت کے پیش نظر صداقت، عدالت، سخاوت، شجاعت، اور حق گوئی و حیا کی جیسے اوصاف سے متصف دیکھنے کے خواہاں ہوں، تاریخ گواہ ہے کہ جب تک بلند نگاہ، دلنواز سخن، پرسوز جان قہاری و غفاری اور قدوسی و جبروتی صفات سے مزین ہر کاروان امت مسلمہ کو میسر رہے۔ امت بحفاظت تمام سوئے منزل محو فرام رہی لیکن جونہی وہ نظروں سے اوجھل ہوئے سفینہ امت گرداب بلا میں ہچکولے کھانے لگا۔

نابغہ عصر حضور فیض ملت مفسر قرآن حضرت اُستاذ العلماء علامہ محمد فیض احمد اُویسی قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بھی ایسی ہی شخصیات میں ہوتا ہے۔

اللہ جل جلالہ نے آپ کے دامن شخصیت کو بے شمار محاسن اور خوبیوں کے گوہر ہائے آبدار سے بریز کر رکھا تھا۔ آپ بیک وقت مفکر، مفسر، محدث، مبلغ، محقق، مصنف، بہترین خطیب، حافظ، دنیائے اسلام کے روحانی پیشواء سچائی کے خوگر، امن و آشتی کے پیامبر، اخلاق نبوی، علم و فضل کمال اور عجز

وانکساری کے پیکر تھے۔ غیرت اسلام، مہمان نوازی، قناعت، وضع داری ژوف نگاہیں، گفتگو میں شیرینی، ارست فکر، صبر ورضا، حلم وحیاء، زہد وتقویٰ بھی آپ کے گلشن کے مہکتے پھول تھے۔ فی الجملہ حضور فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ ایک ہم جہت شخصیت تھے۔ جس سمت سے دیکھا با کمال نظر آئے۔ اپنی ذات میں خود انجمن تھے۔ وہ کام جو بہت سی تنظیمیں مل کر نہ کر سکتی تھیں حضور فیض ملت نے اللہ کے فضل وکرم سے بطفیل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکیلے کر دکھایا۔ آج کوئی مدرس ہو یا مقرر ہو یا مناظر ہو یا مفتی ہو حضور فیض ملت کی ہر موضوع پر لکھی ہوئی کتابوں سے باسانی رہنمائی حاصل کر سکتا ہے۔

آپ کے روشن کردار میں حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز کا عالمانہ کردار نظر آتا تھا۔ یقیناً آپ کی جدائی سے عالم اسلام علیہ خداوندی سے محروم ہو گیا وہ سایہ جو امت مسلمہ پر فگن تھا اٹھ گیا۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

قربانی کی کھال کے مصارف

مساجد ومدارس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

پس منظر

قربانی کی کھال مسجد وغیرہ میں لگانے کے عدم جواز کا فتویٰ سب سے پہلے دیوبندیوں کے قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی نے لگایا۔ چنانچہ اس کے فتویٰ کا سوال وجواب ملاحظہ ہو۔

سوال: قربانی کی کھال کے دام مسجد کے صرف میں جیسا کہ پانی بھروانا، پانی گرم کرانا یا ڈول رسی لینا جائز ہے یا نہیں؟ یا اس کی قیمت موذن کو دینا اس لئے کہ مؤذن کہتا ہے کہ میرا حق ہے اگر مؤذن کو نہ دے تو وہ خفا ہوتا ہے مؤذن ہی کو حق جان کر دیا جاوے یا اور مساکین کو دیا جاوے؟

جواب: "قربانی کی کھال اجرت میں مؤذن کو دینی جائز نہیں اور نہ اس کی قیمت اور قیمت قربانی کی کھال کی فقیر پر صدقہ کرنا واجب ہے اور کسی جگہ صرف جائز نہیں فقط"

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۵۶)

دیوبندیوں کی عادت ہے کہ اپنے بڑوں کی بات خواہ کفری ہو اس کے ثبوت واشاعت میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں اس مسئلہ کے لئے بھی ایسے ہی کیا گیا اشاعت کا حال تو یہاں تک ہوا کہ دیہاتوں تک عوام کے ذہن میں ڈال دیا کہ قربانی

کی کھال مسجد وغیرہ پر خرچ کرنا ناجائز ہے۔ اور اس کے ثبوت میں غلط سلط دلائل کے انبار لگا دیئے۔

اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ کے پاس "فتاویٰ رشیدیہ" کا فتویٰ اور اس قسم کا سوال اور اس کے دلائل پیش ہوئے تو آپ نے حسب عادت اس کے رد میں ایک تصنیف "الصافية الموجية فی حكم جلود الاضحية" جو فتاویٰ رضویہ شریف کی جلد ہشتم میں مطبوع ہوا اور عرفان شریعت میں دو مقام میں مفصل جوابات لکھے۔ فقیر رسالہ مبارکہ کی متعدد عبارات نقل کرے گا۔ اور عرفان شریعت کے فتاویٰ بھی، تا کہ حقانیت کا بول بالا ہو اور بطلان کی ذلت و شکست ہو۔

گویا یہ مسئلہ بھی دیوبندی، بریلوی اختلاف میں اوجھڑی کی طرح ایک ہے۔ اوجھڑی کو مولوی رشید احمد گنگوہی نے جائز کہا تو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے مکروہ تحریمی۔

افسوس کہ اہلسنت نہ صرف عوام بلکہ علم کے مدعی بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی تحقیق کو بالائے طاق رکھ کر بلکہ اسے مضحکہ خیز تاویلات گھڑ کر مکروہ تحریمی میں سے کرتے۔ لیکن اس مسئلہ (قربانی کی کھال) میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی تحقیق کو بلا نکیر مان لیا بلکہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے موقف کو نسیاً منسیا بنا دیا۔ لیکن اوجھڑی چونکہ چسکیلی ہے اسی لئے اس میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سے حسب عادت اپنے مقصد پورا کرنے کے لئے کہہ دیا کہ ہم امام احمد رضا کے مقلد نہیں ہیں (هُوَ رَجُلٌ وَ نَحْنُ رِجَالٌ) لیکن قربانی کی کھال میں اپنا مقصد ہے کہ مسجد شریف کی تعمیر کے لئے آسانی سے قربانی کی کھالیں نکل جاتی ہیں اسی لئے اس کے جواز میں اعلیٰ حضرت کا ساتھ دیا اور اوجھڑی کے مسئلہ میں گنگوہی کا۔

ہیں عجب رنگ زمانے کے

بہر حال قربانی کی کھال مسجد پر لگانا جائز ہے حضرت علامہ مفتی محمد ریاض جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حیدر آباد (سندھ) نے اس موضوع پر مستقل رسالہ تحریر فرمایا جس کی صحت پر جملہ علماء اہلسنت نے اتفاق فرمایا جن علماء کرام نے موصوف کے رسالہ پر تقاریظ تحریر فرمائیں فقیر ان میں سے بعض حضرات کی تقاریظ رسالہ ہذا کے آخر میں لکھے گا تا کہ کسی سنی بھائی کو انکار کی گنجائش نہ رہے۔

فقیر نے ان کے ایک رسالہ سے یہ مضمون لیا ان کے رسالہ مبارکہ کا نام ہے "الفيوضات الحامدية فی تعمير المساجد"

فقیر ان کے تتبع میں اس کا عربی نام رکھتا ہے۔

إِسْكَاتُ الْمُعَانِدِفِىْ جَوَازِ جُلُوْدِ الْاُضْحِيَّةِفِىْ تَعْمِيْرِ الْمَدَارِسِ وَ الْمَسَاجِدِ المعروف "قربانی کی کھال کے مصارف مساجد و مدارس"۔

بسم الله الرحمن الرحيم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

قربانی کی کھال کا مصرف

اس بارے میں تحقیق یہی ہے کہ اسے صرف (خرچ) کرنا تعمیر مساجد و دیگر امور خیر میں جائز و درست ہے اور اس پر متعدد دلائل حاضر ہیں۔

اَلْاَصْلُ فِى الْاَشْيَاءِ الْاِبَاحَةُ اصول فقہ کا ایک قاعدہ ہے۔ متعدد آیات اس کی دلیل میں ہم پیش کرتے ہیں منجملہ ان کے ایک آیت یہ ہے:

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَسْأَلُوْا عَنْ اَشْيَاءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَاِنْ تَسْأَلُوْا

عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ

(پ ۷ المائدہ ۱۰۱)

اے ایمان والو بہت سی چیزوں کو سوال نہ کرو اگر ان کا حکم تم پر کھول دیا جائے گا تو تمہیں ناگوار ہوگا اور اگر نزول قرآن کے وقت ان کا سوال کرو گے تو حکم ظاہر کر دیا جائے گا۔ اللہ نے تو تم سے یہ معاف فرما دیا اور اللہ غفور و حلیم ہے۔

فائدہ: آیت کی تفسیر و مزید تحقیق و دیگر آیات اباحت کے لیے فقیر کے رسالہ "اشیاء میں اصل اباحت ہے" کا مطالعہ کیجئے۔

احادیث مبارکہ

تفسیر خازن شریف میں آیہ کریمہ مذکورہ کے تحت حدیث نقل فرمائی۔

۱...... عَنْ سَلْمَانَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَشْيَاءَ فَقَالَ اَلْحَلَالُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فِىْ كِتَابِهٖ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فِىْ كِتَابِهٖ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفَا عَفَا فَلَا تَتَكَلَّفُوْا

(لباب التاویل فی معانی التنزیل مطبوعہ مصر جلد ص ۵۳)

ترجمہ...... حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے کچھ چیزوں کا سوال کیا گیا فرمایا حلال وہ ہے جو خداوند قدوس نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا اور حرام وہ ہے جو رب نے اپنی کتاب قدیم میں حرام کر دیا اور جس سے سکوت فرمایا وہ ان میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے معاف فرمایا تو تکلف سے سوال نہ کرو۔

۲...... دار قطنی میں ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَيِّعُوْهَا وَحَرَّمَ حُرُمَاتٍ فَلَا تَنْتَهِكُوْهَا وَحَدَّ حُدُوْدًا فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَسَكَتَ عَنْ اَشْيَاءَ مِنْ غَيْرِ نِسْيَانٍ فَلَا تَبْحَثُوْا عَنْهَا

(مشکوٰۃ شریف مطبع الطافی دہلی باب الاعتصام ص ۱۷)

ترجمہ...... اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزیں فرض فرمائیں انہیں ضائع نہ کرو اور کچھ چیزیں حرام فرمائیں ان کے نزدیک نہ جاؤ اور کچھ حدیں مقرر کی ہیں ان سے تجاوز نہ کرو اور کچھ چیزوں سے بغیر نسیان سکوت فرمایا ان میں بحث نہ کرو۔

۳...... سید المفسرین حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں:

فَبَعَثَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ وَاَنْزَلَ كِتَابَهٗ وَاَحَلَّ حَلَالَهٗ وَحَرَّمَ حَرَامَهٗ فَمَا اَحَلَّ فَهُوَ حَلَالٌ فَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ.

(مشکوٰۃ شریف باب مَا يَحِلُّ اَكْلُهٗ ص ۳۰۷)

ترجمہ...... اللہ نے اپنے نبی کو مبعوث فرمایا اور قدیم کتاب ﷻ نازل فرمایا اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام کیا تو جو چیز حلال کی گئی وہ حلال ہے جو حرام فرمائی گئی حرام ہے اور جس سے سکوت فرمایا وہ معاف ہے

تصریحات فقہ

فقہاء کرام نے تصریح فرمائی اصل اشیاء میں اباحت ہے

۱...... فقہ حنفی کی مشہور و مستند کتاب "درمختار" میں ہے:

اِنَّ الْفُقَهَاءَ كَثِيْرًا مَا يَلْهَجُوْنَ بِاَنَّ الْاَصْلَ الْاِبَاحَةُ

(درمختار مصری کتاب الطہارۃ جلد اول ص ۹۸)

ترجمہ ...... اکثر فقہاء کرام کے نوک زبان پر ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

۲ ...... حضرت امام علامہ شامی قدس سرہ السامی اس کی شرح میں فرماتے ہیں

وَصَرَّحَ فِي التَّحْرِيرِ بِأَنَّ الْمُخْتَارَ أَنَّ الْأَصْلَ الْإِبَاحَةُ عِنْدَ الْجُمْهُورِ مِنَ الْحَنَفِيَّةِ وَالشَّافِعِيَّةِ

(شامی مطبوعہ مصر جلد اول ص ۹۸)

ترجمہ ...... تحریر میں صراحت فرمایا کہ جمہور حنفیہ وشافعیہ کے نزدیک پسندیدہ قول "اصل اشیاء میں اباحت" ہونا ہے۔

۳ ...... یہی علامہ ممدوح فرماتے ہیں

فَهُوَ دَاخِلٌ تَحْتَ قَاعِدَةِ أَنَّ الْأَصْلَ فِي الْأَشْيَاءِ الْإِبَاحَةُ

(شامی مطبوعہ مصر كِتَابُ الْأَشْرِبَةِ جلد پنجم ص ۳۰۶)

ترجمہ ...... یہ (شئی) اس قاعدہ کے تحت داخل ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

۴ ...... نیز ارشاد فرماتے ہیں

وَلَيْسَ الْاحْتِيَاطُ فِي الْافْتِرَاءِ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى بِإِثْبَاتِ الْحُرْمَةِ أَوِ الْكَرَاهَةِ اللَّذَيْنِ لَابُدَّ لَهُمَا مِنْ دَلِيلٍ بَلْ فِي الْقَوْلِ بِالْإِبَاحَةِ الَّتِي هِيَ الْأَصْلُ

(شامی مصری جلد ۵ ص ۳۰۶)

ترجمہ ...... حرمت وکراہت کے ثبوت سے اللہ تبارک وتعالیٰ پر افتراء کرنے میں احتیاط نہیں کہ ان کے لئے دلیل ضروری ہے بلکہ احتیاط اباحت کہنے میں ہے کہ یہی اصل ہے۔

فائدہ: جب یہ ثابت ہوگیا کہ پوست اضحیہ (قربانی کی کھال) مسجد میں دیئے جانے پر شریعت مطہرہ نے ممانعت نہیں فرمائی تو کم از کم یہ مباح ہوا اور وہ فعل مباح میں فاعل مختار ہے۔ لہٰذا مانعین کا حق ممانعت باطل ہے۔

۵ ...... اسی شامی میں ہے

اَلْمُبَاحُ غَيْرُ مَطْلُوبِ الْفِعْلِ وَإِنَّمَا وَهُوَ مُخَيَّرٌ فِيهَا

(شامی ص ۹۸ ج ۱)

مباح وہ فعل ہے کہ جس کے کرنے کی شریعت نے طلب نہ کی ہو اور فاعل اس میں اختیار رکھتا ہو۔

قاعدہ شرعیہ نمبر ۱

یہ قاعدہ نہ صرف فنون اسلامیہ میں ہے بلکہ تقریباً تمام معقولات بلکہ ہر مذہب میں ہے کہ ہر کام کی علتِ غائیہ ہوتی ہے قربانی کی بھی علت غائیہ ہے وہ ہے جانور حلال کا خون بہانا۔ فقہاء کرام کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

۱ ...... الجوہرۃ النیرۃ میں ہے کہ قربانی کا مقصد خون بہانا ہے۔

۲ ...... حاشیہ قدوری مطبوعہ مجتبائی کتاب الاضحیہ ص ۲۳۰

۳ ...... علامہ شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

لِأَنَّ الْقُرْبَةَ فِي الْإِرَاقَةِ

(شامی مصری جلد ۵ ص ۲۸۲)

ترجمہ ...... قربت (عبادت) خون بہا دینے میں ہے۔

فائدہ: چونکہ إِرَاقَةُ الدَّمِ (خون بہانے) ہی کا نام قربانی ہے لہٰذا صدقہ واجبہ بھی یہی ہے "تنویر الابصار" و "درمختار" میں ہے

فَتَجِبُ التَّضْحِيَةُ أَيْ إِرَاقَةُ الدَّمِ

(درمختار مصری جلد ص ۲۷۳)

ترجمہ ...... قربانی واجب ہے یعنی خون بہانا واجب ہے۔

۲...... حضرت امام علامہ شامی علیہ الرحمۃ اس کے تحت فرماتے ہیں

وَالدَّلِیْلُ عَلٰی اَنَّھَا الْاِرَاقَۃُ لَوْ تَصَدَّقَ بِعَیْنِ الْحَیَوَانِ لَمْ یَجُزْ

(شامی مصری جلد۵ ص۲۰۳)

ترجمہ...... اِرَاقَۃُ الدَّم کے وجوب پر یہ دلیل ہے کہ اگر زندہ جانور صدقہ کر دے تو جائز نہیں۔

نتیجہ

جب قربانی اِرَاقَۃُ الدَّم ہی ہے اور اِرَاقَۃُ الدَّم ہی واجب ہے تو قربانی کرنے کے بعد وجوب ساقط ہو گیا اب باقی چیزوں کا صدقہ واجب نہیں کیونکہ واجب ادا ہو گیا۔ لہٰذا گوشت خود کھائے دوسروں کو بھی کھلائے۔ پوست مسجد میں دیدے یا اور کسی مصرف خیر میں صرف کرے خواہ عیدا اپنے کام میں لائے یا اس کے عوض ایسی چیز لے جو باقی رہنے والی ہو۔

قاعدہ شرعیہ نمبر۲

قربانی کے بعد گوشت و پوست کا قربانی کرنے والا مالک ہے خواہ صدقہ کرے یا نہ کرے

۱...... جوہرہ میں ہے

وَاِنْ لَمْ یَتَصَدَّقْ بِشَیْءٍ مِّنْھَا اَجْزَ اَہٗ

(از حاشیہ قدوری ص۲۳۰)

ترجمہ...... قربانی میں سے اگر کچھ بھی صدقہ نہ کرے جائز ہے۔

۲...... شامی میں ہے

لَوْ حَبَسَ الْکُلَّ لِنَفْسِہٖ جَازَ

(شامی جلد۵ ص۲۸۴)

ترجمہ...... اگر سارا ہی گوشت اپنے لئے رکھ لے جائز ہے۔

قاعدہ شرعیہ نمبر۳

گوشت کا اپنے اہل وعیال پر صرف کرنا بلکہ اگر صاحب عیال اور تنگ دست ہو تو تمام گوشت اپنے عیال پر صرف کر دینا جائز ہے۔

عبارات فقہاء

۱......

شرح وقایہ میں ہے

وَتَرْکُہٗ لِذِیْ عَیَالٍ تَوْسِعَۃً عَلَیْھِمْ

(شرح وقایہ محشی بحاشیہ چلپی مطبوعہ کریمہ بمبئی جلد۴ ص۱۴۹)

ترجمہ۔ عیال دار اپنے عیال پر کشادگی کے لئے صدقہ ترک کر دے۔

۲...... طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے

اِنْ لَّمْ یَکُنْ صَاحِبَ عَیَالٍ وَاِلَّا فَصَرْفُہٗ اِلٰی عَیَالِہٖ اَوْلٰی مِنْ صَرْفِہٖ اِلَی الصَّدَقَۃِ وَالْھَدِیَۃِ

(طحطاوی مطبوعہ مصر ص۳۴۳)

ترجمہ...... صدقہ اور ہدیہ کرنا اس وقت ہے جبکہ صاحب عیال نہ ہو ورنہ اس کا اپنے عیال پر صرف کرنا صدقہ اور ہدیہ سے اولیٰ ہے۔

۳...... درمختار میں ہے

وَنُدِبَ تَرْکُہٗ لِذِیْ عَیَالٍ تَوْسِعَۃً عَلَیْھِمْ

(ردالمحتار مصری جلد۵ ص۲۸۴)

ترجمہ: مستحب ہے کہ عیال دار اپنے اور عیال پر کشائش کی خاطر صدقہ ترک کرے۔

علامہ شامی علیہ الرحمۃ نے اس کے تحت فرمایا:

۴۔ لغیر موسع الحال

(شامی مصری جلد۵ ص۲۹۲)

ترجمہ: یہ حکم صاحب عیال تنگ دست کے لئے ہے۔

دلیل خامس

قربانی کا گوشت اغنیاء کو بھی کھلانا اور دے دینا جائز ہے وقایہ میں ہے۔

ویؤکل ویھب من یشاء

(شرح وقایہ جلد۴ ص۴۹)

ترجمہ: کھلایا جائے اور جس کو چاہے ہبہ کر دے۔

۵۔ قدوری میں ہے

ویطعم الاغنیاء والفقراء (قدوری ص۲۳۰)

ترجمہ: اغنیاء اور فقراء کو کھلایا جائے۔

۶۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے

ویطعم الغنی والفقیر جمیعا کذا فی البدائع ویھب منھا ما شاء للغنی والفقیر والمسلم والذمی کذا فی الغیاثیة

(عالمگیری کتاب الاضحیہ باب خامس مطبوعہ مصر ص۳۰۰)

ترجمہ: اور قربانی میں سے جو کچھ چاہے غنی، فقیر، مسلم اور ذمی کو ہبہ کر دے جیسا کہ غیاثیہ میں ہے۔

۷۔ درمختار میں ہے

ویؤکل غنیا

(ردالمحتار ج۵ ص۲۹۲)

ترجمہ: اضحیہ میں سے غنی کو بھی کھلایا جائے۔

قاعدہ شرعیہ نمبر۳

اضحیہ میں خود کھانا مستحب ہے

قرآن کریم

فکلوا منھا واطعموا البائس الفقیر

(پارہ ۱۷ سورۂ حج)

ترجمہ: قربانی میں سے خود کھاؤ اور مصیبت زدہ فقیر کو کھلاؤ۔

اور فرماتا ہے تبارک وتعالیٰ

فکلوا منھا واطعموا القانع والمعتر

(پارہ ۱۷ سورۂ حج)

ترجمہ: خود کھاؤ اور قناعت کرنے والے بھیک مانگنے والے کو کھلاؤ۔

حدیث شریف:

حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں

کلوا واطعموا وادخروا رواہ الشیخان واحمد

(ردالمحتار جلد۵ ص۲۹۲)

ترجمہ: کھاؤ، کھلاؤ اور جمع رکھو۔ یہ حدیث بخاری و مسلم و امام احمد نے روایت کی ہے۔

عباراتِ فقہاء

۱..... فتاویٰ عالمگیری میں ہے

وَيُسْتَحَبُّ اَنْ يَّاْكُلَ مِنْ لَحْمِ اُضْحِيَةٍ وَيُطْعِمُ مِنْهَا غَيْرَهٗ

(فتاویٰ ہندیہ مصری جلد۵ ص۳۰۰)

ترجمہ..... مستحب ہے کہ اپنے اضحیہ میں سے خود کھائے اور غیروں کو بھی کھلائے۔

۲..... درمختار میں ہے

وَيَاْكُلُ مِنْ لَحْمِ الْاُضْحِيَةِ

ردالمحتار مصری جلد۵ ص۲۹۵

ترجمہ..... اضحیہ کے گوشت میں سے کھائے۔

۳..... شامی میں ہے

وَيُسْتَحَبُّ اَنْ يَّاْكُلَ مِنْهَا

(شامی مصری جلد۵ ص۲۹۲)

ترجمہ..... اور مستحب ہے کہ قربانی کے گوشت میں سے خود بھی کھائے۔

فائدہ: ظاہر ہے کہ اگر اس کا تصدق (صدقہ کرنا) واجب ہوتا تو نہ جمع کرنے کا حق ہوتا نہ عیال پر صرف کی اجازت نہ اغنیاء کو کھلانا جائز ہوتا نہ ذمی کو ہبہ کرنا روا۔ نہ خود تناول کرنے کا استحباب۔ صدقہ واجبہ کا یہی حکم ہے۔ جیسا کہ فقہ کا ہر چھوٹا بڑا عالم جانتا ہے۔ چنانچہ چند عبارات ملاحظہ ہوں:

۱..... درمختار میں ہے

وَلَا اِلٰى مَنْ بَيْنَهُمَا وِلَادٌ.

(ردالمحتار کتاب الزکوٰۃ ج۲ ص۸۶)

ترجمہ..... زکوٰۃ ان لوگوں پر صرف نہ کرے جن کے اور زکوٰۃ دینے والے کے درمیان اصول وفروع کا رشتہ ہو۔

۲..... علامہ شامی قدس سرہ السامی اس کے تحت فرماتے ہیں

وَكَذَا كُلُّ صَدَقَةٍ وَّاجِبَةٍ كَالْفِطْرِ وَالنَّذْرِ وَالْكَفَّارَاتِ اَمَّا التَّطَوُّعُ فَيَجُوْزُ بَلْ وَهُوَ اَوْلٰى

(شامی مصری جلد دوم ص۸۶)

ترجمہ..... ایسے ہی ہر صدقہ واجبہ جیسے صدقہ فطر اور نذر اور کفارات (اصول وفروع پر خرچ نہ ہوں گے) لیکن صدقاتِ نافلہ کا ان پر صرف جائز بلکہ اولیٰ ہے۔

۳..... علامہ شامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں

وَاِنْ وَجَبَتْ بِهٖ فَلَا يَاْكُلُ مِنْهَا شَيْئًا وَلَا يُطْعِمُ غَنِيًّا سَوَاءٌ كَانَ النَّاذِرُ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا لِاَنَّ سَبِيْلَهَا التَّصَدُّقُ وَلَيْسَ لِلْمُتَصَدِّقِ ذَالِكَ

(شامی مصری کتاب الاضحیہ جلد۵ ص۲۹۲)

ترجمہ..... اگر قربانی اپنے پر خود واجب کر لی (نذر مان کر) تو اس میں سے کچھ نہ کھائے نہ غنی کو کھلائے خواہ نذر ماننے والا غنی ہو یا فقیر اس لئے کہ اس کی راہ صرف صدقہ ہے اور صدقہ کرنے والے کو اس کا حق نہیں۔

قاعدہ شرعیہ نمبر۴

جن اشیاء کا استعمال قبل ذبح مُضَحِّی کے لئے ناجائز تھا بعد ذبح ان کا استعمال بھی جائز ہے۔

۱..... تنویر الابصار و درمختار میں ہے

وَكُرِهَ جَزُّ صُوْفِهَا قَبْلَ الذَّبْحِ لِيَنْتَفِعَ بِهِ فَإِنْ جَزَّهُ تَصَدَّقَ بِهِ وَلَا يَرْكَبُهَا وَلَا يَحْمِلُ عَلَيْهَا شَيْئًا وَلَا يُؤَجِّرُهَا فَإِنْ فَعَلَ تَصَدَّقَ بِالْأُجْرَةِ. هٰذَا فِي الْحَاوِي لِلْفَتَاوِي لِأَنَّهُ اِلْتَزَمَ إِقَامَةَ الْقُرْبَةِ بِجَمِيْعِ أَجْزَائِهَا بِخِلَافِ مَا بَعْدَهُ) لِحُصُوْلِ الْمَقْصُوْدِ. هٰذَا فِي الْمُجْتَبٰى لَا يُكْرَهُ الْاِنْتِفَاعُ بِلَبَنِهَا قَبْلَهُ كَمَا فِي الصُّوْفِ

(ردالمحتار مصری جلد۵ ص ۲۸۷)

ترجمہ ..... قربانی سے قبل قربانی کے جانور کے بال بغرض انتفاع کاٹنا مکروہ ہے۔ اگر کاٹ لئے تو صدقہ کردے اور نہ اس پر سوار ہو اور نہ اس پر کوئی بوجھ لادے نہ اسے کرایہ پر دے اگر ایسا کرلیا تو اجرت کو صدقہ کردے (یہ حاوی للفتاوی میں ہے) اس لئے کہ اس نے اس کے تمام اجزاء کے ساتھ اقامت قربت کا التزام کیا ہے بخلاف مابعد کے کہ مقصود حاصل ہو چکا (یہ مجتبیٰ میں ہے) اور اس جانور کے دودھ سے بھی نفع حاصل کرنا قبل ذبح مکروہ ہے جس طرح اون اور بالوں سے انتفاع مکروہ ہے۔

قاعدہ شرعیہ نمبر۵

کھال کو مضحی اپنے استعمال میں لاسکتا ہے اگر اس کا صدقہ واجب ہوتا تو اس کی کھال کو صدقہ کرنا واجب ہوتا یہ مخالفین کو بھی معلوم ہے۔

۱..... شرح وقایہ میں ہے

وَيَتَصَدَّقُ بِجِلْدِهَا أَوْ يَعْمَلُ آلَةً كَجِرَابٍ أَوْ خُفٍّ أَوْ فَرْوٍ أَوْ يُبَدِّلُهُ بِمَا يَنْتَفِعُ بِهِ بَاقِيًا لَا بِمَا يَنْتَفِعُ بِهِ مُسْتَهْلِكًا

(شرح وقایہ جلد دوم ص ۱۳۹)

ترجمہ ..... جلد کو صدقہ کردے یا اس کا کوئی آلہ مثل جراب یا موزہ یا پوستین کے بنالے یا

کسی ایسی چیز سے بدل لے جسے باقی رکھتے ہوئے نفع حاصل کیا جائے ایسی چیز سے نہ بدلے جسے ہلاک کرکے نفع اٹھایا جائے۔

۲..... فتاویٰ ہندیہ میں ہے

وَيَتَصَدَّقُ بِجِلْدِهَا أَوْ يَعْمَلُ مِنْهُ نَحْوَ غِرْبَالٍ أَوْ جِرَابٍ وَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَشْتَرِيَ بِهِ مَا يَنْتَفِعُ بِعَيْنِهِ مَعَ بَقَائِهِ اِسْتِحْسَانًا ذَالِكَ مِثْلُ مَا ذَكَرْنَا وَلَا يَشْتَرِيْ بِهِ مَالَا يَنْتَفِعُ إِلَّا بَعْدَ الْاِسْتِهْلَاكِ

(فتاویٰ عالمگیری جلد۵ مطبوعہ مصر ص ۳۰۱)

ترجمہ ..... اس کی جلد کو صدقہ کرے یا اس کی چھلنی یا جراب بنالی جائے اور اس میں بھی حرج نہیں کہ اس کے بدلے میں ایسی چیز خرید لی جائے جسے بعینہٖ باقی رکھتے ہوئے نفع حاصل کیا جائے استحسانًا۔ یہ اس کے مثل ہے جو ہم نے بیان کیا اور اس کے بدلے میں ایسی چیز نہ خریدے جسے ہلاک کرنے کے بعد نفع حاصل کیا جائے۔

قاعدہ شرعیہ نمبر۶

احکام گوشت و پوست آپس میں ایک دوسرے پر قیاس کئے جاتے ہیں فقہاء کرام نے احادیث میں جلد کا حکم دیکھ کر گوشت کو اس پر قیاس فرمایا

۱..... درمختار میں ہے

وَلَا يُعْطٰى أَجْرُ الْجَزَّارِ مِنْهَا لِأَنَّهُ كَبَيْعٍ وَاسْتُفِيْدَتْ مِنْ قَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَنْ بَاعَ جِلْدَ أُضْحِيَّةٍ فَلَا أُضْحِيَّةَ لَهُ

(ردالمحتار مصری جلد۵ ص ۲۸۷)

ترجمہ ..... قربانی میں سے قصاب کو اجرت نہ دی جائے کیونکہ یہ بیع کی طرح ہے اور حضور

کے فرمان مقدس سے مستفاد کہ جس نے اپنی قربانی کی کھال فروخت کی اس کی قربانی نہیں ہے۔

۲ ۔۔۔۔۔ شامی میں اس کے تحت فرمایا:

لِاَنَّ کُلًّا مِّنْهَا مُعَاوَضَةٌ

(شامی مصری جلد۵ ص ۲۸۷)

ترجمہ ۔۔۔۔۔ اس لئے کہ گوشت و پوست میں سے اجرت دیا جانا معاوضہ ہے۔

۳ ۔۔۔۔۔ یونہی شرح وقایہ میں ہے

فَاِذَا کَانَ الْحُکْمُ فِیْ الْجِلْدِ .هٰذَا قَاسُوْا عَلَیْهِ اللَّحْمَ

(شرح وقایہ جلد ثانی ص ۱۴۸)

ترجمہ ۔۔۔۔۔ جب جلد کے متعلق یہ حکم ہے کہ (غیر مستہلک چیز سے بدلی جائے مستہلک سے نہیں) تو اسی پر گوشت کو قیاس کیا جائے۔

تصریحات

ان قواعد کو سمجھنے کے بعد اب فقہاء کی تصریحات ملاحظہ ہوں

فقہاء کرام کی مذکورہ تصریحات کے پیش نظر ہر سلیم الطبع یہ کہنے پر مجبور ہوگا کہ وجوب صرف اِرَاقَةُ الدَّمْ کا ہے گوشت و پوست کا تصدق واجب نہیں۔ بِنَاءً عَلَیْهِ (اسی پر بناء کرتے ہوئے) زمانہ قریب کے ایک مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی کہ مانعین جنہیں مانتے ہیں اپنے فتاوٰی میں صراحۃً پوست کا صدقہ نافلہ ہونا بیان کرتے ہیں کہ

۱ ۔۔۔۔۔ پر ظاہر کہ تصدق بچرم اضحیہ از قبیل تطوعات است و صدقہ تطوع محکوم علیہ

بحرمت صرف آں بر بنی ہاشم نیست اینچنین احکام از خصائص زکوٰۃ ہستند

(مجموعہ فتاوٰی مولوی عبدالحی مطبوعہ یوسفی فرنگی محل لکھنوی جلد ۲ ص ۳۰۶)

ظاہر ہے کہ پوست اضحیہ کا صدقہ از قبیل مستحبات ہے اور صدقہ مستحبہ کا صَرف بنی ہاشم وغیرہ پر محکوم بحرمت نہیں۔ اس قسم کے احکام خصوصیات زکوٰۃ سے ہیں۔

۲ ۔۔۔۔۔ اس میں چند سطور کے بعد

صدقہ تطوع بر بنی ہاشم صرف کردن جائز است و ہمیں است مذہب جمہور و تصدق بچرم اضحیہ نیز تطوع است لاجرم برایشان صرف آں جائز خواہد شد

ترجمہ ۔۔۔۔۔ صدقہ نافلہ بنی ہاشم پر صرف کرنا جائز ہے اور یہی مذہب جمہور ہے اور پوست اضحیہ کا صدقہ بھی صدقہ نافلہ ہے لامحالہ اسکا صَرف بھی ان پر جائز ہوگا۔

۳ ۔۔۔۔۔ اس فتوے کے آخر میں ہے:

چوں تصدیق بچرم اضحیہ از قبیل تطوعات است لاجرم نقل آں مکروہ نخواہد شد

ترجمہ ۔۔۔۔۔ جب پوست اضحیہ کا صدقہ صدقات نافلہ کے قبیل سے ہے لاجرم اس کا ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانا مکروہ ہوگا۔

فائدہ: جب یہ ثابت ہوگیا کہ پوست اضحیہ کا صدقہ واجب نہیں بلکہ صدقہ نادار ہے تو مسجد میں اس کے عدم صَرف کی کوئی وجہ وجیہ نہیں بلکہ مساجد کے لئے یہ جس قدر چندہ وغیرہ

ہو رہا ہے یہ سب صدقہ نافلہ ہی میں تو داخل ہیں اگر صدقہ نافلہ کا عدم جواز تسلیم کر لیا جائے تو پھر تعمیر مساجد کی سبیل بند ہے۔

فائدہ: مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی خلیل احمد انبٹھوی نے "براہین قاطعہ" میں کفریہ کلمات لکھے کہ ملک الموت کا علم رسول اللہ ﷺ کے علم سے زیادہ ہے (معاذ اللہ)
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ نے گرفت فرمائی اس کی تصدیق علماء عرب و عجم میں شائع ہوئیں ملاحظہ ہو "حسام الحرمین"۔

کچھ یہی حال اس مسئلہ میں بھی ہوا فقیر ان کے سوالات کے جوابات عرض کرتا ہے۔

سوال: غنی اور مسجد کا ایک ہی حکم ہے اور چونکہ غنی کو کھال نہیں دی جاتی لہٰذا مسجد کو بھی نہیں دی جا سکتی۔

جواب: غنی کو کھال نہ دینا اور ہے اور نہ دیا جا سکنا اور۔ شریعت مطہرہ نے کہیں اس کی ممانعت نہ فرمائی بلکہ دلیل خاص میں عالمگیری کی عبارت گزری

وَيَهَبُ مِنْهَا مَاشَاءَ لِلْغَنِيِّ وَالْفَقِيْرِ

ترجمہ: قربانی میں سے جو کچھ غنی اور فقیر دونوں کو دے "ما" کے عموم میں کھال بھی داخل اور یہ اس باب میں نص صریح ہے۔

سوال: اگر غنی کو کھال دے بھی دی جائے تو اسے فروخت کا حق نہ ہوگا جیسے خود قربانی کرنے والے کو فروخت کرنے کا حق نہیں ہے۔ یونہی مسجد میں کھال دی جا سکے گی لیکن مسجد اسے فروخت نہیں کر سکتی۔

جواب: اولاً اس پر دلیل درکار ہے دوسرے یہ کس نے کہا کہ قربانی کرنے والے کو بہر صورت کھال بیچنا ممنوع ہے ممانعت صرف اس صورت میں ہے جبکہ اپنی ذات یا اپنے عیال پر صرف کرنے کے لئے بیچے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

وَلَا يَبِيْعُهُ بِالدَّرَاهِمِ لِيُنْفِقَ الدَّرَاهِمَ عَلٰى نَفْسِهٖ وَعِيَالِهٖ

(عالمگیری کتاب الاضحیہ سادس جلد ۵ ص ۳۰۱ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: اپنے نفس اور عیال پر خرچ کرنے کے لئے چرم قربانی کو دراہم کے بدلے نہ بیچے۔ ہاں اگر کسی کار خیر میں صرف کے لئے دراہم کے بدلے کھال فروخت کی بلاشبہ جائز ہے۔

اسی میں ہے:

وَلَوْ بَاعَهَا بِالدَّرَاهِمِ لِيَتَصَدَّقَ بِهٖ جَازَ لِاَنَّهٗ قُرْبَةٌ كَالتَّصَدُّقِ كَذَا فِي التَّبْيِيْنِ

(عالمگیری مصری جلد ۵ ص ۳۰۱)

ترجمہ: اگر کھال کو درہموں سے بیچ کر تصدق کرے گا تو جائز ہے اس لئے کہ جیسے کھال صدقہ کرنا قربت ہے یونہی کھال کے درہموں کا صدقہ کرنا بھی قربت ہے ایسا ہی تبیین میں ہے۔

تیسرے بالفرض آپ کی یہ بات مان لی جائے کہ قربانی کرنے والا کسی صورت میں بھی کھال فروخت نہیں کر سکتا پھر بھی غنی پر اس کا کیا اثر۔ قربانی کرنے والے کے احکام اور غنی کے اور۔

علامہ شامی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

وَاِذَا دَفَعَ اللَّحْمَ اِلَى فَقِيْرٍ بِنِيَّةِ الزَّكٰوةِ لَا يُحْسَبُ عَنْهَا فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ لٰكِنْ اِذَا دَفَعَ لِلْغَنِيِّ ثُمَّ دَفَعَ اِلَيْهِ بِنِيَّتِهَا يُحْسَبُ.

(شامی مصری جلد خامس کتاب الاضحیہ ص ۲۸۷)

ترجمہ: اگر فقیر کو گوشت قربانی بہ نیت زکوۃ دیا ظاہر روایت میں کافی نہیں لیکن اگر غنی کو

دے دیا جائے پھر اس نے فقیر کو بہ نیت زکوۃ دے دیا کافی ہے۔

سوال: غنی کو کھال تو دی جا سکتی ہے لیکن اسے بیچ کر اس کی قیمت اسے پیش کرنا اس کی کسر شان ہے اسی طرح مسجد میں کھال دی جا سکتی ہے لیکن اسے فروخت کر کے مسجد میں لگانا ناجائز ہے۔

جواب: اولاً شرع مطہرہ سے اس پر دلیل کیا؟ دوسرے عموماً مسجد میں کھال ہی دی جاتی ہے تیسرے ابھی عالمگیری سے نقل ہوا کہ اس نیت سے خود قربانی کرنے والے کو فروخت کرنا جائز ہے۔ چوتھے مسجد والے اگر فروخت کریں تو اوپر والی شامی کی عبارت اس کی دلیل ہے پانچویں غنی کے لئے چندہ کرنا بھی اس کی کسر شان ہے لیکن مسجدیں عموماً چندہ ہی سے بن رہی ہیں اگر یہ وجہ ممانعت ہے تو پھر مسجد کے لئے چندہ بھی ممنوع ہو کوئی کہے کہ مسجد خود چندہ نہیں کر سکتی بلکہ ہم اس کے لئے چندہ کرتے ہیں اس لئے جائز ہے اس بناء پر اگر مسجد کا جائز ہے تو یہ قاعدہ کھالوں میں بھی جاری ہے کہ نہ کھالیں مسجد خود جمع کرتی ہے نہ فروخت کرتی ہے بلکہ ہم لوگ یہ امور سرانجام دیتے ہیں لہٰذا یہ بھی جائز ہے۔

سوال: جب صدقہ مستحب ہے تو اپنے استعمال میں کیوں نہیں لایا جا سکتا؟۔

جواب: ابھی دلیل خامس میں گزرا کہ کھال کو استعمال کر سکتا ہے ڈول، مشک بنا سکتا ہے اور آگے عبارات اسی قسم کی آتی ہیں۔ ہاں کھال کو فروخت کر کے اس کی قیمت کے پیسے اپنے اور اپنے عیال پر صرف نہیں کر سکتا کیونکہ اس نے اضحیہ کے تمام اجزاء سے تقرب کا قصد کیا ہے اور اب اسے فروخت کرنا منافی تقرب و خلوص ہے وہ اپنے جانور کی قیمت پھر سے وصول کر رہا ہے تو وہ عبادت و خلوص کہاں رہا اور شرعاً مطالبہ عبادت و خلوص کا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ

(پارہ ۱۷ سورہ حج)

ترجمہ ...... اللہ کو نہ قربانی کا گوشت پہنچتا ہے نہ خون لیکن اسے تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

تفسیر مدارک میں اس کے تحت فرمایا

لَنْ يُّرْضِيَ الْمُضَحُّوْنَ وَالْمُتَقَرِّبُوْنَ رَبَّهُمْ اِلَّا بِمُرَاعَاةِ النِّيَّةِ وَالْاِخْلَاصِ وَرِعَايَةِ شُرُوْطِ التَّقْوٰى

(مدارک شریف مصری علی ہامش الخازن جلد ۳ ص ۳۱۰)

ترجمہ ...... قربانی کرنے والے تقرب چاہنے والے خلوص نیت و شروط تقویٰ کی رعایت کے بغیر اپنے رب کو ہرگز راضی نہیں کر سکتے۔

حدیث شریف: میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں:

مَنْ بَاعَ جِلْدَ اُضْحِيَتِهٖ فَلَا اُضْحِيَةَ لَهٗ

(کتاب الترغیب والترہیب علی ہامش المشکوٰۃ کتاب العیدین والاضحیہ ص ۱۸۸)

ترجمہ ...... جس نے اپنی قربانی کی کھال بیچی اس کی قربانی قبول نہیں۔

شرح وقایہ میں ہے

لٰكِنِ التَّبْدِيْلُ بِالدَّرَاهِمِ تَمَوُّلٌ

(شرح وقایہ جلد دوم ص ۱۴۸)

ترجمہ ...... کھال کو درہموں سے تبدیل کرنا تمول (مالدار بننا) ہے

نوٹ ...... تمول اس وقت ہے جبکہ اپنے نفس و عیال پر خرچ کرنے کے لئے بیچے جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ سے گزرا۔

فائدہ: یہ وہ پہلی مصلحت تھی کہ جس کے باعث کھال فروخت کر کے اس کے پیسے اپنے

صرف میں لانے کی ممانعت فرمائی گئی اگر اس کا جواز رکھا جاتا تو قربانی کرنے والا گوشت و پوست بیچ کر جانور کی قیمت وصول کر لیتا جو روح عبادت کے خلاف تھا دوسری مصلحت اس میں یہ تھی کہ صلہ رحمی و غرباء پروری کا سلسلہ بالکل ختم ہو جاتا جب اس نے گوشت و پوست سب بیچ دیا تو غرباء کو کیا دیے؟ اس لئے اسلام میں حکم دیا گیا تھا کہ تین دن کا گوشت اپنے پاس رکھ کر باقی سب صدقہ کر دو پھر بعد میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ حکم منسوخ فرما دیا۔

موطاء امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں ہے:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نَھٰی عَنْ اَکْلِ لُحُوْمِ الضَّحَایَا بَعْدَ ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ قَالَ بَعْدَ ذَالِکَ کُلُوْا وَتَزَوَّدُوْا وَادَّخِرُوْا۔

(مصفی و مسوی شرحین للموطا امام مالک علیہ الرحمۃ)

ترجمہ...... ﴿بے شک رسول اللہ ﷺ نے قربانی کا گوشت تین کے بعد کھانے سے منع فرمایا پھر اس کے بعد یہ فرمایا کھاؤ، توشہ بناؤ اور جمع رکھو۔

مسئلہ: مسجد میں کھال دینا منافی خلوص و تقویٰ نہیں بلکہ عین خلوص و تقویٰ ہے مولیٰ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ۔

(پارہ ۱۷ سورہ حج)

ترجمہ...... ﴿جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرتا ہے تو یہ اس کے دل کے تقویٰ سے ہے۔

حدیث شریف:

بخاری و مسلم نے بروایت حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ثالث حدیث بیان کی کہ فرماتے ہیں:

اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یَقُوْلُ مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا یَبْتَغِیْ بِہٖ وَجْہَ اللّٰہِ بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ۔

(کتاب الترغیب والترہیب علی ہامش المشکوٰۃ ص ۵۰)

ترجمہ...... ﴿میں نے حضور اقدس ﷺ کو فرماتے سنا جس نے رضائے الٰہی کا طالب ہو کر مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

فائدہ: صلہ رحمی و غرباء پروری پر بھی اس کا کچھ اثر نہیں کہ گوشت کے تین حصے مقرر فرما دیئے گئے ایک خود کے لئے دوسرا اقرباء و احباب کے لئے تیسرا حصہ غرباء فقراء کے لئے۔

شامی میں ہے:

اَلْاَفْضَلُ اَنْ یَّتَصَدَّقَ بِالثُّلُثِ وَیَتَّخِذُ الثُّلُثَ ضِیَافَۃً لِاَقْرِبَائِہٖ وَاَصْدِقَائِہٖ وَیَدَّخِرُ الثُّلُثَ

(شامی مصری جلد ۵ ص ۲۸۶)

ترجمہ...... ﴿افضل یہ ہے کہ ایک تہائی حصہ صدقہ کرے اور تہائی حصہ سے عزیز و احباب کی ضیافت کرے اور تہائی حصہ جمع رکھے۔

جب یہ حصے مقرر ہو چکے تو اب کھال کے متعلق یہ اختیار رہا خواہ بعینہٖ اپنے استعمال میں لائے خواہ غرباء کو دے دے خواہ کسی اور مصرف خیر میں صرف کرے۔

سوال: مسجد کے لئے کھال متولی کو دینا گویا اسے وکیل بنانا ہوا کہ متولی اسے فروخت کر کے مسجد میں لگائے اور جب یہ خود فروخت نہیں کر سکتا تو وکیل کیونکر کر سکے گا؟۔

جواب: اولاً نہ وکیل بنایا جاتا ہے نہ یہ قصد ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات قربانی کرنے والے کو پتہ بھی نہیں ہوتا کہ متولی کون ہے؟۔ نہ خبر ہوتی ہے کہ متولی حامل شرائط وکالت ہے بھی یا نہیں؟ نہ اس کا یہ مقصود کہ اسے خاص متولی ہی فروخت کرے بلکہ بعض دفعہ متولی صاحب

موجود بھی نہیں ہوتے قربانی کرنے والا کھال لا کر حدود مسجد کے کسی گوشہ میں ڈال جاتا ہے اسے اس سے کوئی مطلب نہیں ہوتا کہ اسے متولی فروخت کرے یا امام مسجد یا اہل محلہ بلکہ اس کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ بعد فروخت مسجد میں لگ جائے۔ دوسرے فرض کرو کہ قربانی کرنے والے ہی کا وکیل سہی پھر جب قربانی کرنے والا خود کار خیر میں صرف کے لئے بیچ سکتا ہے جیسا کہ عالمگیری سے گزرا تو خود بقول تمہارے بھی وکیل کا تصرف جائز ہوگا کہ خود قربانی کرنے والے کی بیع کا عدم جواز اور وکیل کے تصرف کا عدم جواز تم نے ثابت کیا۔ جب کار خیر کے لئے اس کی بیع جائز تو وکیل کا تصرف بھی نافذ۔ ثالثاً بزعم باطل یونہی سہی کہ کار خیر میں صرف کے لئے بھی مشتری فروخت نہ کر سکے پھر تمہیں کیا نافع اور ہمیں کیا مضر کہ وکیل وہ تصرفات کر سکتا ہے جو کسی ممانعت کے باعث موکل نہ کر سکے۔ درمختار میں ہے:

وَتَصِحُّ تَوْكِيلُ الْمُحْرِمِ حَلَالًا بِبَيْعِ صَيْدٍ وَإِنِ امْتَنَعَ عَنْهُ الْمُوَكِّلُ لِعَارِضِ النَّهْيِ.

(ردالمحتار مصری کتاب الوکالہ جلد ۴ ص ۵۵۵)

ترجمہ...... اور محرم کا غیر محرم کو شکار بیچنے کے لیے وکیل بنانا صحیح ہے اگرچہ موکل عارضہ نہی کے باعث یہ کام نہیں کر سکتا ہے۔

سوال ۱: جب کھال مسجد میں دے دی گئی تو اب مسجد کی ملک ہو گئی اور ملک مسجد فروخت نہیں ہو سکتی۔

جواب ۱: اولاً قربانی کرنے والے کا منشاء ہی اسے فروخت کر کے مصالح مسجد میں لگانے کا ہوتا ہے نہ کہ کھالوں کا مسجد میں انبار کرنا دوسرے مسجد کے متولی کو اس قسم کے تصرفات کا حق ہوتا ہے اور اس کا تقرر انہیں اغراض کے تحت ہوتا ہے تاتارخانیہ میں ہے:

إِنَّ أَهْلَ الْمَسْجِدِ لَوِ اتَّفَقُوا عَلَى نَصْبِ رَجُلٍ مُتَوَلِّيًا لِمَصَالِحِ

الْمَسْجِدِ فَعِنْدَ الْمُتَقَدِّمِينَ يَصِحُّ وَلَكِنِ الْأَفْضَلُ كَوْنُهُ بِإِذْنِ الْقَاضِي ثُمَّ اتَّفَقَ الْمُتَأَخِّرُونَ أَنَّ الْأَفْضَلَ أَنْ لَا يَعْلَمُوا الْقَاضِيَ فِي زَمَانِنَا لِمَا عُرِفَ مِنْ طَمَعِ الْقُضَاةِ فِي أَمْوَالِ الْأَوْقَافِ.

(شامی مصری کتاب الوقف جلد نمبر ۳ صفحہ ۵۶۶)

ترجمہ...... بے شک اگر اہل مسجد نے اتفاق کیا ایک کو مصالح مسجد کے لئے متولی بنانے پر تو متقدمین کے نزدیک صحیح ہے لیکن افضل یہ ہے کہ باذن قاضی ہو پھر متاخرین نے اتفاق فرمایا کہ قاضی سے معلوم نہ کریں ہمارے اس زمانہ میں جبکہ اموال اوقاف میں قضاۃ کی طمع پہچان لی گئی ہے۔

بحر رائق میں ہے:

إِذَا اجْتَمَعُوا عَلَى رَجُلٍ وَجَعَلُوهُ مُتَوَلِّيًا بِغَيْرِ أَمْرِ الْقَاضِي يَكُونُ مُتَوَلِّيًا.

(شامی مصری باب احکام مسجد جلد اول صفحہ ۶۱۲)

ترجمہ...... اہل محلہ جب ایک آدمی پر متفق ہو گئے اور اسے بغیر امر قاضی بنا لیا تو وہ متولی ہو گیا۔

تیسرے پوست اضحیہ ایسی ہی چیز ہے کہ جسے بیچ کر ہی مسجد میں لگایا جاتا ہے مسجد کا ڈول یا اس کی دریوں کی گوٹ تین چار یا پندرہ کھالوں میں اتمام پذیر ہوں گی نہ کہ اس قدر کثیر۔ اس کی نظیر مسجد کے پھل ہیں کہ انہیں بھی فروخت ہی کر کے انتفاع حاصل کیا جاتا ہے۔

درمختار میں ہے:

غَرَسَ فِي الْمَسْجِدِ أَشْجَارًا تُثْمِرُ إِنْ غَرَسَ لِلسَّبِيلِ فَلِكُلِّ مُسْلِمٍ الْأ

تحل والا فتباع لمصالح المسجد

(ردالمحتار مصری کتاب الوقف جلد ۳ ص ۵۷۵)

ترجمہ۔۔۔ مسجد میں درخت بوئے گئے جو پھل دیتے ہیں اگر نمازیوں کے کھانے کے لئے بوئے گئے تو ہر مسلمان کو ان کا کھانا روا ہے ورنہ انہیں مصالح مسجد کے لئے بیچا جائے گا۔

حضرت امام شامی قدس سرہ السامی اس کے تحت فرماتے ہیں

اذا لم یعرف الشرط یاخذها المتولی لبیعها ویصرفها فی مصالح الوقف۔

(شامی مصری کتاب الوقف جلد ۳ ص ۵۷۵)

ترجمہ۔۔۔ جب شرط نہ پہچانی گئی تو پھل متولی حاصل کرے انہیں فروخت کرنے کے لئے اور مصالح وقف میں صرف کرے۔

نوٹ: مصالح وقف و مسجد کی تفصیل جلیل اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ مبارکہ التحریر الجید فی حکم المسجد میں ہے

من شاء فلیرجع الیہ

سوال: جب گوشت کا صدقہ مستحب ہونے پر قیاس کرکے پوست کو صدقہ مستحب قرار دیا گیا تو مسجد میں دیتے ہوئے گوشت کو بھی اس پر قیاس کیا جائے اور گوشت بھی مسجد میں دیا جائے تاکہ اسے بیچ کر اس کی قیمت مسجد میں لگا دی جائے۔

جواب: یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ گوشت کھانے کی چیز ہے پوست کو کوئی مسلمان نہیں کھاتا۔ دوسرا یہ و ضیافت احباب کا سلسلہ اس سے منقطع ہوتا ہے تیسرے عید الاضحیٰ کے مبارک دن ضیافت الہی کے دن ہیں اس ضیافت کی قدر یوں بھی ہے کہ قربانی کے گوشت کو خرید و فروخت کے بغیر استعمال کیا جاتا ہے جو کہ امراء کے دستر خوانوں پر ان دنوں میں

گوشت پلاؤ اور کباب تیار ہوتے ہیں اور غریبوں کی روٹی پر پہنچتی۔ اسلام نے مساوات کا حق پڑھایا۔ پانچویں بیع گوشت کا مسئلہ علماء میں مختلف فیہ ہے لہذا احتیاط اجتناب میں پائی گئی۔ حضرت امام علامہ شامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں:

لیس له بیعها بمستهلک وان له بیع الجلد بما تبقی عینه وسکت عن بیع اللحم للخلاف فیه. ففی الخلاصة وغیرها لو اراد بیع اللحم لیتصدق بثمنه لیس له ذلک ولیس له فیه الا ان یطعم او یاکل.

(شامی مصری جلد ۵ ص ۲۸۷)

ترجمہ۔۔۔ قربانی کو یہ حق نہیں کہ گوشت کو مستہلک چیز کے عوض بیچے اور یہ حق حاصل ہے کہ جلد کو ایسی چیز کے عوض بیچ دے جو بعد باقی رہے صاحب درمختار نے گوشت کی بیع سے اس لئے سکوت فرمایا کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ خلاصہ وغیرہ میں ہے اگر گوشت کے بیچنے کا ارادہ کیا تاکہ اس کی قیمت صدقہ کردے اس کو یہ حق نہیں اور اس معاملہ میں اس کے لئے یہی حکم ہے کہ کھلائے یا کھائے۔

حتی کہ وہ علماء جو بیع لحم کے قائل ہیں تو ان میں بھی اختلاف ہے بعض نے فرمایا کہ گوشت کی بیع مستہلک چیز سے جائز ہے اور غیر مستہلک سے جائز نہیں اگرچہ مذہب صحیح یہی ہے کہ گوشت کی بیع بھی مستہلک سے جائز نہیں اور غیر مستہلک سے جائز ہے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

ولو اشتری بلحم الاضحیة حبوبا لا یجوز ولو اشتری بلحمها خبزا جاز ولو اشتری بلحمها لحما جاز قالوا (۱) والاصح فی هذا انه یجوز بیع المأکول بالمأکول وغیر المأکول بغیر المأکول ولا یجوز بیع غیر المأکول بالمأکول ولا بیع المأکول بغیر المأکول هکذا فی الظهیریة و

فتاوی قاضی خان.

(عالمگیری کتاب الاضحیہ باب سادس جلد ۵ ص ۳۰۱)

ترجمہ۔۔۔۔ اگر اضحیہ کے گوشت سے جراب خریدی جائے جائز نہیں اور اگر اس کے گوشت سے غلہ خریدا جائز ہے اور اگر اس کے گوشت سے گوشت خریدا جائز ہے۔ علماء نے فرمایا اس مسئلہ میں صحیح یہ ہے کہ ماکول کی بیع ماکول کے ساتھ جائز ہے اور غیر ماکول کی غیر ماکول کے ساتھ جائز ہے اور غیر ماکول کی بیع ماکول کے ساتھ جائز نہیں اور نہ ہی ماکول کی غیر ماکول سے۔ فتاویٰ ظہیریہ اور فتاویٰ قاضی خاں میں ایسا ہی ہے۔

حالانکہ خود اسی عالمگیری میں مذہب صحیح یہ بیان فرمایا گیا:

وَاللَّحْمُ بِمَنْزِلَةِ الْجِلْدِ فِي الصَّحِيْحِ حَتّٰى لَا يَبِيْعَهُ بِمَا لَا يُنْتَفَعُ بِهِ إِلَّا بَعْدَ الْإِسْتِهْلَاكِ.

(عالمگیری کتاب الاضحیہ جلد ۵ ص ۳۰۱)

اور گوشت کا حکم کھال کی طرح ہے مذہب صحیح میں۔ یہاں تک کہ اس کو اس چیز سے نہ بیچے کہ جسے ہلاک کر کے نفع حاصل کیا جائے۔

علامہ شامی قدس سرہ السامی ردالمحتار میں فرماتے ہیں:

وَالصَّحِيْحُ كَمَا فِي الْهِدَايَةِ وَشُرُوْحِهَا أَنَّهُمَا سَوَاءٌ فِي جَوَازِ بَيْعِهِمَا بِمَا يُنْتَفَعُ بِعَيْنِهِ دُوْنَ مَا يُسْتَهْلَكُ وَأَيَّدَهُ فِي الْكِفَايَةِ بِمَا رَوَى ابْنُ سَمَاعَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ لَوِ اشْتَرٰى بِاللَّحْمِ ثَوْبًا فَلَا بَأْسَ بِلُبْسِهٖ.

(شامی مصری جلد ۵ ص ۲۸۷)

ترجمہ۔۔۔۔ صحیح وہ ہے جو ہدایہ اور اس کی شروحات میں ہے کہ گوشت پوست جواز بیع میں یکساں ہیں اس چیز سے جسے بعینہ باقی رکھ کر نفع حاصل کیا جائے بخلاف اس چیز سے جسے

ہلاک کر کے نفع اٹھایا جائے اور کفایہ میں اس کی دلیل سے تائید کی جو کہ ابن سماعہ نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ اگر گوشت کے عوض کپڑا خریدا گیا تو اس کے پہننے میں حرج نہیں۔

فائدہ: اس اختلاف کے پیش نظر گوشت کا مسجد میں نہ دیا جانا ہی احتیاط ہے بخلاف پوست کے کہ اس کے لئے صریح جزیہ فتاویٰ عالمگیری سے سوال دوم میں گزرا لَوْ بَاعَهَا بِالدَّرَاهِمِ لِيَتَصَدَّقَ بِهٖ جَازَ (انتھی)

سوال: درمختار میں ہے:

وَيَتَصَدَّقُ بِجِلْدِهَا

ترجمہ۔۔۔۔ قربانی کی کھال صدقہ کی جائے۔ چونکہ یہاں صدقہ کرنا بتایا گیا ہے لہٰذا صدقہ ہی کرنا ہوگا مسجد میں نہیں لگائی جا سکتی اور نہ ہی کسی اور مصرف میں صرف کی جا سکتی ہے۔ اس لئے صدقہ سے مراد صدقہ واجب ہی ہوتا ہے۔

جواب: یہ مانعین کا وہ چوٹی کا اعتراض ہے جو پاکستان سے لے کر ہندوستان تک اچھالا جا رہا ہے لہٰذا ہم بھی اس پر قدرے تفصیل سے کلام کرتے ہیں

یاد رہے کہ درمختار کی عبارت پیش کرنے میں مانعین نے تدبر سے کام نہ لیا ورنہ اس باب میں اسے پیش کرنے کی جرات ہرگز نہ کرتے اولاً صاحب درمختار اور اس کے ماتن صاحب تنویر الابصار یہاں بیان مستحبات فرما رہے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں:

وَيَأْكُلُ مِنْ لَحْمِ الْأُضْحِيَةِ وَيُؤْكِلُ غَنِيًّا وَيَدَّخِرُ وَنُدِبَ أَنْ لَا يَنْقُصَ التَّصَدُّقُ عَنِ الثُّلُثِ وَنُدِبَ تَرْكُهٗ لِذِي عِيَالٍ تَوْسِعَةً عَلَيْهِمْ.

وَأَنْ يَذْبَحَ بِيَدِهٖ إِنْ عَلِمَ ذٰلِكَ وَإِلَّا شَهِدَهَا بِنَفْسِهٖ وَيَأْمُرُ بِالذَّبْحِ حَتّٰى لَا يَجْعَلَهَا مَيْتَةً وَكُرِهَ ذَبْحُ الْكِتَابِيِّ أَمَّا الْمَجُوْسِيُّ فَيَحْرُمُ لِأَنَّهٗ لَيْسَ مِنْ

اَهْلِهٖ. وَهٰذَا فِی الدُّرَرِ یَتَصَدَّقُ بِجِلْدِهَا.

(ردالمحتار کتاب الاضحیہ جلد ۵ ص ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷)

ترجمہ...... ﴾اور قربانی کے گوشت میں سے خود کھائے اغنیاء کو کھلائے اور جمع کر رکھے اور مستحب ہے کہ صدقہ تہائی سے کم نہ کرے اور مستحب ہے کہ عیالدار اپنے عیال پر وسعت کی غرض سے صدقہ کو ترک کر دے اور اپنے ہاتھ سے ذبح کرے جبکہ ذبح کرنا جانتا ہو اور اگر نہ جانتا ہو تو خود موجود رہے اور دوسرے کو ذبح کرنے کا حکم دے تاکہ ناواقف قربانی کو مردہ نہ بنا دے۔ کتابی کا ذبیحہ مکروہ ہے لیکن مجوسی کا ذبیحہ حرام ہو جائے گا کہ وہ اس کا اہل ہی نہیں یہ درر میں ہے اور قربانی کی جلد کو صدقہ کر دے۔

فائدہ: ظاہر ہے کہ گوشت قربانی کا تناول کرنا' اغنیاء کو کھلانا' ذخیرہ کرنا' صدقہ تہائی سے کم نہ ہونا' تنگدست عیالدار کا اپنے اہل وعیال کے لئے روک رکھنا' اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا' خود موجود رہنا' ان میں سے ایک چیز بھی واجب نہیں تو کھال کا صدقہ کیونکر واجب ہو گیا حالانکہ اسی ضمن میں اس کا بھی بیان ہے ثانیاً اسی میں یَتَصَدَّقُ بِجِلْدِهَا کے بعد فرمایا

اَوْ یَعْمَلُ مِنْهُ نَحْوَ غِرْبَالٍ اَوْ جِرَابٍ اَوْ قِرْبَةٍ اَوْ سُفْرَةٍ اَوْ دَلْوٍ اَوْ یُبَدِّلُهُ بِمَا یُنْتَفَعُ بَاقِیًا کَمَا مَرَّ لَا بِمُسْتَهْلَکٍ

(ردالمحتار مصری جلد ۵ ص ۲۹۷)

ترجمہ...... ﴾یا اس کھال سے جراب' مشک' دستر خوان' یا ڈول بنا لیا جائے یا اس کو ایسی چیز سے بدل لے جس کو باقی رکھتے ہوئے اس سے فائدہ حاصل کیا جا سکے جیسا کہ گزرا مستہلک چیز سے نہ بدلے۔

اس جزئیہ کے باوجود یہ کہنا کہ کھال کسی اور کام میں نہیں آ سکتی کس قدر دلیری

ہے اور جب خود وہ اپنے استعمال میں لا سکتا ہے تو مسجد میں دینا تو کار خیر میں دینا ہے یہ کیونکر ناجائز ہو گا؟ اگر اس کا تصدق صدقہ واجبہ ہوتا تو اپنے استعمال کی کہاں راہ تھی۔ تیسرے اسی یَتَصَدَّقُ بِجِلْدِهَا کے تحت علامہ شامی فرماتے ہیں:

وَیَتَصَدَّقُ بِجِلْدِهَا وَکَذَا بِجِلَالِهَا وَقَلَائِدِهَا فَاِنَّهٗ یُسْتَحَبُّ اِذَا اَوْجَبَ بَقَرَةً اَنْ یُجَلِّلَهَا وَ یُقَلِّدَهَا وَاِذَا ذَبَحَهَا تَصَدَّقَ بِذٰلِکَ کَمَا فِی التَّتَارْخَانِیَه

(شامی مصری جلد ۵ صفحہ ۲۹۷)

ترجمہ...... ﴾اور جلد کو صدقہ کرے ایسے ہی اس کی جھول اور ہار گلوبند کو صدقہ کرے کہ بے شک یہ مستحب ہے کہ جب اس نے گائے واجب کی تو اسے جھول' ہار' گلوبند پہنائے اور جب اسے ذبح کی تو ان کو صدقہ کر دے جیسا کہ تاتارخانیہ میں ہے۔

لفظ کَذَا نے بتایا کہ جو حکم کھال اور جھول کے تصدق کرنے کا ہے وہی جلد کے تصدق کا اور یُسْتَحَبُّ سے ظاہر کہ یہ چیزیں اسے پہنانا بھی مستحب اور بعد ذبح تصدق بھی مستحب اس تصریح کے بعد اسے صدقہ واجبہ ٹھہرانا خواہ مخواہ مطلب کو بگاڑنا نہیں تو اور کیا ہے؟ خود حضرات مانعین نے آج تک ہار اور جھول کے تصدق کے وجوب کا فتویٰ صادر نہ فرمایا۔ اگر آج سے پہلے کوئی اس کے وجوب پر فتویٰ دیا ہو تو بتائیں لیکن اس کا ثبوت ضروری ہو گا کہ ان کا وہ فتویٰ اس تحریر کے مطالعہ سے قبل کا ہے۔ چوتھے صدقہ کے متعدد معنی ہیں کَمَا لَا یَخْفٰی مَنْ طَالَعَ کُتُبَ اللُّغَاتِ ان میں سے صرف ایک معنی خاص میں خلاف تصریحات فقہاء کرام اسے محصور کر دینا قبیح انصاف سے بعید ہے خاص کر لفظ صدقہ کا اطلاق صدقات مستحبہ پر خود حضور ﷺ و احادیث کریمہ و کلمات مفسرین کرام و محدثین عظام و فقہاء اعلام میں شائع ہے۔

ثبوت از قرآن

اِنۡ تُبۡدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ وَاِنۡ تُخۡفُوۡهَا وَتُؤۡتُوۡهَا الۡفُقَرَآءَ فَهُوَ خَیۡرٌ لَّكُمۡ

(پارہ ۳، سورۂ بقرہ)

ترجمہ ...... اگر صدقات ظاہر کر کے دو تو اچھا ہے اور اگر چھپا کر فقراء کو دو تو تمہارے لئے سب سے اچھا ہے۔

سید المفسرین حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وَاِنۡ تُخۡفُوۡهَا کے تحت فرماتے ہیں:

تُسِرُّوۡهَا یَعۡنِی التَّطَوُّعَ

(تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس مصری ص ۳۲)

تُخۡفُوۡهَا کے معنی یہ ہیں کہ اس کو چھپا کے دو صدقہ نافلہ کو۔

حضرت امام علامہ علاؤ الدین علی ابن محمد بن ابراہیم بغدادی علیہ الرحمہ تحت آیہ کریمہ اِنۡ تُبۡدُوا الخ اظہار صدقہ کے متعلق فرماتے ہیں:

اَیۡ تُظۡهِرُوا الصَّدَقٰتِ وَالصَّدَقَةُ مَا یُخۡرِجُهُ الۡاِنۡسَانُ مِنۡ مَّالِهٖ عَلٰی وَجۡهِ الۡقُرۡبَةِ فَیَدۡخُلُ فِیۡهِ الزَّكٰوةُ الۡوَاجِبَةُ وَ صَدَقَةُ التَّطَوُّعِ

(تفسیر خازن شریف مصری جلد اول ص ۲۱۲)

ترجمہ ...... یعنی مراد آیت یہ ہے کہ صدقات ظاہر کرو اور صدقہ یہ ہے کہ انسان اپنے مال میں سے بغرض عبادت کچھ حصہ نکالے تو اس میں زکوٰۃ واجبہ اور صدقہ نافلہ دونوں داخل ہیں۔

یہی علامہ موصوف فَهُوَ خَیۡرٌ لَّكُمۡ کے تحت اخفاء صدقہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

یَعۡنِی اِخۡفَاءُ الصَّدَقَةِ اَفۡضَلُ مِنَ الۡعَلَانِیَةِ وَ كُلٌّ مَقۡبُوۡلٌ اِذَا كَانَتِ

النِّیَّةُ صَادِقَةً وَاخۡتَلَفُوۡا فِی الۡمُرَادِ بِالصَّدَقَةِ النَّافِلَةِ الۡمَذۡكُوۡرَةِ فِی الۡاٰیَةِ فَقَالَ الۡاَكۡثَرُوۡنَ الۡمُرَادُ بِهَا صَدَقَةُ تَطَوُّعٍ وَاتَّفَقَ الۡعُلَمَاءُ عَلٰی اَنَّ كِتۡمَانَ صَدَقَةِ التَّطَوُّعِ اَفۡضَلُ وَاِخۡفَاءَهَا خَیۡرٌ مِّنۡ اِظۡهَارِهَا.

(تفسیر خازن شریف مصری جلد اول ص ۲۱۲)

ترجمہ ...... اخفاء صدقہ اظہار صدقہ سے افضل ہے اور سب مقبول ہیں جبکہ نیت صالح ہو اور علمائے کرام نے اختلاف فرمایا ہے کہ آیت میں مذکور صدقہ سے کیا مراد ہے؟ تو اکثر نے یہ فرمایا کہ اس سے مراد صدقات نافلہ ہیں اور علماء نے اس پر اتفاق فرمایا کہ صدقات نافلہ کا اخفاء ان کے اظہار سے افضل ہے۔

حضرت امام علامہ ابوالبرکات سیدی عبداللہ ابن احمد بن محمود نسفی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

قَالُوا الۡمُرَادُ صَدَقَاتُ التَّطَوُّعِ

(تفسیر مدارک التنزیل علی ہامش الخازن جلد اول ص ۲۱۲)

ترجمہ ...... علماء کرام فرماتے ہیں اس سے مراد صدقات نافلہ ہیں۔

حضرت امام علامہ مفتی ملا جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ استاذ سلطان اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زیر آیہ کریمہ خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ صَدَقَةً قمطراز ہیں:

اَلصَّدَقَةُ یَحۡتَمِلُ صَدَقَةً نَافِلَةً وَالزَّكٰوةَ

(تفسیرات احمدیہ مطبوعہ جید پریس دہلی ص ۴۷۰)

ترجمہ ...... آیت میں لفظ صدقہ "صدقہ نافلہ" اور "زکوٰۃ" دونوں کا احتمال رکھتا ہے۔

احادیث سے ثبوت

احادیث کریمہ اس باب میں کثیر و وافر ہیں ہم کاچند احادیث کریمہ ذکر کرتے ہیں۔

ابوداؤد و طبرانی و بیہقی نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک جماعت صحابہ سے

مرفوعاً روایت کی کہ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

حَصِّنُوْا اَمْوَالَكُمْ بِالزَّكٰوةِ وَدَاوُوْا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ وَاسْتَقْبِلُوْا اَمْوَاجَ الْبَلَاءِ بِالدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ

(کتاب الترغیب والترہیب علی ہامش المشکوٰۃ ص۱۴۰)

ترجمہ...... زکوٰۃ دے کر اپنے مال کی حفاظت کرو۔ صدقہ دے کر بیماریوں کی دوا کرو۔ بلاؤں کی موجوں کا دعا و تضرع سے استقبال کرو۔

فائدہ: یہاں ﷺ صدقہ کو زکوٰۃ کے بالمقابل ارشاد فرمایا کر ارشاد فرما دیا کہ صدقہ علاوہ زکوٰۃ بھی ہوا کرتا ہے اور سنئے صدقہ اور افضل صدقہ کون سا صدقہ ہے۔ ابوداؤد و نسائی نے حضرت سعد ابن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے دربار رحمۃ اللعالمین ﷺ میں عرض کیا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَيُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَاءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ هٰذَا لِاُمِّ سَعْدٍ

(مشکوٰۃ شریف مطبع نظامی دہلی ص۱۴۰)

ترجمہ...... یا رسول اللہ ﷺ سعد کی ماں انتقال فرما گئیں تو کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا پانی۔ تو انہوں نے کنواں کھودا اور فرمایا کہ یہ سعد کی ماں کے لئے ہے۔

لطیفہ:

مانعین اس کنویں پر ایک بورڈ لگا دیں کہ اس کا پانی فقیر پئے غنی نہ پئے اس لئے کہ یہ صدقہ ہے اور صدقہ سے مراد صدقہ واجبہ ہی ہوتا ہے۔ لیکن مانعین ایسا نہیں کرتے تو معلوم ہوا ہر جگہ صدقہ سے صدقہ واجبہ مراد نہیں بلکہ صدقہ مستحبہ بھی مراد ہوتا ہے۔

طبرانی نے باسناد حسن و امام بیہقی نے حضرت عبداللہ ابن مسعود حبر الامہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ جواد و کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ارشاد فرماتے ہیں:

كُلُّ قَرْضٍ صَدَقَةٌ

(کتاب الترغیب والترہیب علی ہامش المشکوٰۃ ص۱۵۵)

ترجمہ...... ہر قرض صدقہ ہے

فائدہ: ہر صدقہ کو اگر صدقہ واجبہ ہی مانا جائے تو پھر لازم آئے گا کہ نہ کسی سے قرض لیجئے نہ کسی صاحب نصاب کو قرض دیجئے اور اگر کسی مفلس کو قرض دیں تو واپسی کا قصد نہ کیجئے کہ صدقہ دے کر پھر اسے خریدنے کی بھی ممانعت ہے چہ جائیکہ اس کی واپسی۔ موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں ہے:

اِنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ حَمَلَ عَلٰى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَرَادَ اَنْ يَّبْتَاعَهُ فَسَئَلَ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فَقَالَ لَا تَبْتَعْهُ وَلَا تَعُدْ فِيْ صَدَقَتِكَ.

(مسوی ومصفے شرحین للموطا مطبوعہ فاروقی دہلی جلد ا ص ۲۱۷)

ترجمہ...... حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو راہ خدا میں گھوڑے پر سوار کیا پھر وہی گھوڑا خریدنے کا قصد فرمایا حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے اس باب میں سوال کیا فرمایا نہ اسے خریدنہ اپنا صدقہ واپس لے۔

امام ترمذی بروایت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ صاحب خلق عظیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ارشاد فرماتے ہیں:

تَبَسُّمُكَ فِيْ وَجْهِ اَخِيْكَ صَدَقَةٌ وَاَمْرُكَ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَاِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِيْ اَرْضِ الضَّلَالِ صَدَقَةٌ وَنَصْرُ الرَّجُلِ الرَّدِيِّ الْبَصَرِ لَكَ صَدَقَةٌ وَاِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَالشَّوْكَ

وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِيْقِ لَكَ صَدَقَةٌ وَاِفْرَاغُكَ عَنْ دَلْوِكَ اِلٰى دَلْوِ اَخِيْكَ لَكَ صَدَقَةٌ

(مشکوٰۃ شریف الکافی ص ۱۴۰)

ترجمہ…… اپنے مسلمان بھائی کے سامنے تیرا مسکرانا صدقہ ہے نیکی کا حکم کرنا صدقہ ہے برائی سے روکنا صدقہ ہے بھولے کو راستہ بتانا صدقہ ہے کمزور نگاہ والے کی مدد کرنا صدقہ ہے راستہ سے پتھر، کانٹا، ہڈی دور کر دینا صدقہ ہے اپنے ڈول میں سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈالنا صدقہ ہے۔

ہر صدقہ کو صدقہ واجبہ بتانے والے حضرات غالباً ان امور میں سے کسی امر پر عمل نہ کریں گے نہ کسی غنی کے ساتھ نہ اپنے اصول وفروع کے ساتھ۔ یہ چار احادیث محض بطور نمونہ گزارش کی گئیں ورنہ تحصیل کے لئے دفتر طویل کی ضرورت ہے۔ مفسرین کرام کے اقوال آیات کے تحت گزرے۔ محدثین عظام نے ان احادیث کے ابواب کا نام **اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ** رکھا۔ اسی قدر کافی تھا لیکن مناسب ہے کہ آخر میں حضرت علامہ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت پیش کی جائے۔ فرماتے ہیں:

ایں بیان صدقہ واجبہ بود اما صدقہ تطوع اگرچہ امر ایجابی بداں نہ کردے و برترک وعید نفرمودے اما اورا بغایت دوست داشتے دبداں چنداں شاد شدے کہ بخلاء بستیدن آں شاد شوند و ہر مقدار کہ درراہ حق صرف کردے آں رابسیار نہ شمردے وہیچ کس چیزے ازدے نخواستے الا اجابت کردے دبدادے وفرزوق شاعر در نعت وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گفتہ است شعر

مَا قَالَ "لَا" قَطُّ اِلَّا فِيْ تَشَهُّدِهٖ

لَوْلَا التَّشَهُّدُ كَانَتْ لَاؤُهٗ "نَعَمْ"

(مدارج النبوت شریف مطبوعہ لکھنؤ، باب ۴ در انواع عبادات نوع سوم زکوٰۃ وصل صدقہ تطوع جلد ۱ ص ۲۹۵)

ترجمہ…… یہ صدقہ واجب کا بیان تھا لیکن صدقہ نافلہ اگرچہ اس کا حکم بطور وجوب نہ فرمایا نہ اس کے ترک پر وعید فرمائی لیکن اسے بغایت محبوب رکھتے تھے اور اس قدر اظہار سرور فرماتے تھے کہ بخلاء لے کر خوش ہوتے ہیں اور جس مقدار میں راہ خدا میں صرف فرماتے اسے زیادہ نہ شمار فرماتے اور کوئی شخص کوئی چیز آپ سے طلب نہ کرتا مگر آپ قبول فرماتے اور دے دیتے۔ فرزوق شاعر نے آپ کی نعت میں عرض کیا ہے۔

تشہد کے علاوہ آپ کے لب پر نہ "لا" آیا
تشہد گر نہ ہوتا آپ کا "لا" بھی "نعم" ہوتا

فقہائے کرام کے ہاں یہاں بھی صدقہ کا اطلاق صدقہ نافلہ پر موجود ہے جس کی عبارات اس رسالہ میں متعدد مقامات پر گزریں یہاں صرف دو عبارتیں خاص متعلقہ گوشت قربانی نقل ہیں

وَيُسْتَحَبُّ اَنْ لَّا يَنْقُصَ الصَّدَقَةَ مِنَ الثُّلُثِ

(قدوری ص ۳۳۰)

ترجمہ…… مستحب یہ ہے کہ صدقہ تہائی سے کم نہ کرے۔

شامی میں ہے،

وَالصَّدَقَةُ بِاللَّحْمِ تَطَوُّعٌ

(شامی جلد ۵ ص ۲۸۶)

ترجمہ…… گوشت کا صدقہ صدقہ نافلہ ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کا فتویٰ مبارکہ حاضر ہے۔

عرفان شریعت حصہ دوم میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس سے متعلق دو فتاویٰ شائع ہوئے پہلا صفحہ ۱۶ پر دوسرا ۳۵ سے ۳۷ تک۔ یہاں صفحہ ۳۵ سے ۳۷ والا فتویٰ لکھا جا رہا ہے تاکہ طوالت نہ ہو ہاں آپ کے فتاویٰ رضویہ کی عبارات بھی شامل کروں گا۔

عرفان شریعت میں ہے:

مسئلہ:

مفتیان کرام وفقہائے ذوی الاحترام کا اس بارہ میں کیا ارشاد ہے۔

زید کہتا ہے کہ جلد قربانی وعقیقہ مسجد ومدرسہ کے صرف میں آسکتی ہے۔ بکر کا قول ہے کہ کسی فقیر کو دی جائے کیونکہ یہ صدقہ ہے اور صدقات کی تفصیل کلام الٰہی نے فرما دی إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ الآیہ (سورۂ توبہ) اور حکم باری تعالیٰ ہے فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ لہٰذا کلام ربانی کی طرف رجوع کی گئی نیز بکر کا بیان ہے کہ بر تقدیر صحت قول زید اس کا ماخذ کہاں ہے؟ امید کہ مسئلہ کی توضیح مع نقل عبارات فرمائی جائے۔ بینوا وتوجروا۔

جواب: بے شک ہر منازعت میں اللہ ورسول ہی کی طرف رجوع لازم ہے مگر ہر ایک کو بلا واسطہ رجوع کی لیاقت کہاں؟ یہیں دیکھئے آیہ کریمہ میں صدقات سے زکوٰۃ مراد ہے کہ اس میں ارشاد ہوتا ہے وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا اور بکر نے اسے قربانی اور عقیقہ کو شامل کر دیا۔ یہ بھی نہ دیکھا کہ اس کے تو گوشت کی نسبت خود ﷲ میں ارشاد ہے فَكُلُوا مِنْهَا اس میں سے خود بھی کھاؤ۔ اب کہاں رہی صدقات کی وہ تفصیل جو اس آیہ کریمہ میں بالحصر ارشاد ہوئی تھی إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ الآیہ (سورۂ توبہ) یہ بھی نہ سمجھا کہ عوام تک اسے

قربانی کہتے ہیں نہ کہ صدقہ۔ تو ہر کار تقرب اس میں روا۔ ولہٰذا امام علامہ زیلعی نے شرح کنز الدقائق میں فرمایا لِأَنَّهُ قُرْبَةٌ كَالتَّصَدُّقِ ہاں ہم نے خاص مسئلہ قربانی میں اللہ ﷻ کی طرف رجوع کی تو اس کا ارشاد پایا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ خود اس میں سے کھاؤ اور ضرورت مند فقیر کو کھلاؤ۔ اطعام کے لفظ نے بتایا کہ تصدق ہی لازم نہیں اباحت بھی کافی ہے جو محض ایک قربت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کی تو حضور کا ارشاد پایا فَكُلُوا وَادَّخِرُوا وَاتَّجِرُوا خود کھاؤ اور اٹھا رکھو اور ثواب کا کام کرو رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَغَيْرُهُ عَنْ نُبَيْشَةَ الْهُذَلِيِّ رضی الله تعالیٰ عنه مسجد ومدرسہ دینیہ اہلسنت میں دینا بھی ثواب کا کام ہے مثل اطعام۔ اور اسی وَاتَّجِرُوا کے حکم میں داخل۔ ہاں اگر کوئی شخص اس کی جلد اپنے صرف میں لانے کی نیت سے روپوں پیسوں کو بیچے تو بے شک قیمت اس کے حق میں خبیث ہوگی لِأَنَّهُ خَرَجَ مِنَ التَّمَوُّلِ كَمَا نَصُّوا عَلَيْهِ وَفِي حَدِيثِ الْمُسْتَدْرَكِ مَنْ بَاعَ جِلْدَ أُضْحِيَّتِهِ فَلَا أُضْحِيَّةَ لَهُ وہ قیمت نہ مسجد میں دے نہ مدرسہ میں فَإِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا الطَّيِّبَ بلکہ فقراء پر تصدق کرے كَمَا هُوَ حُكْمُ الْمَالِ الْخَبِيثِ اور اگر نہ اپنے لئے بلکہ مسجد ومدرسہ یا کسی فقیر ہی کو دینے کے لئے روپوں پیسوں کو بیچے خود یہ خواہ متولی مسجد ومدرسہ وہ کیل فقیر بہر صورت جائز ہے اور وہ دام مدرسہ ومسجد میں صرف ہو سکتے ہیں کہ ممنوع تمول ہے نہ کہ تقرب وَقَدْ مَرَّ عَنِ التَّبْيِينِ أَنَّهُ قُرْبَةٌ كَالتَّصَدُّقِ وَتَحْقِيقُهُ فِي رِسَالَتِنَا الصافية المرجبة في حكم جلود الاضحية والله تعالیٰ اعلم۔

(فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ)

لطیفہ

بعض سنی حضرات موجی لوگ ہیں اپنے مقصد کی بات ہو تو سب کچھ اعلیٰ حضرت

ہیں اگر ان کی خط مبارک کے خلاف ہو تو کوئی نہ کوئی حیلہ تراش کر اعلیٰ حضرت کی تحقیق سے نہ صرف روگردانی بلکہ بعض بدبخت یہاں تک کہنے سے پاک نہیں رکھتے ہیں کہتے ہیں کہ اس مسئلہ میں اعلیٰ حضرت سے خطا ہوئی ہے۔ کئی مسائل ہیں احکام شریعت وعرفان شریعت میں ۔سنیوں کے اعلیٰ حضرت سے انحراف کا ایک حیلہ یہ ہے کہ یہ دونوں کتابیں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی خود نوشت نہیں۔ ممکن ہے کہ کوئی صلح کلی بدمذہب اور یہاں بھی کہہ دے تو فقیر اس کا علاج بھی جانتا ہے آنے والی سطور میں اعلیٰ حضرت کے خود نوشت فتاویٰ حاضر ہیں۔

سوال: قربانی کی کھال کو بہ نیت تصدق فروخت کرنا یا اس کی قیمت سے بوریا وغیرہ خرید کر مسجد میں رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

جواب: جائز ہے کہ تصدق کے لئے بیچنا یا مسجد کے صرف میں لانا دونوں قربت (کار ثواب) ہیں اور یہاں وہی مقصود۔ عالمگیری میں ہے لَا یَنْبَغِیْ بِالدَّرَاھِمِ لِیُنْفِقَ الدَّرَاھِمَ عَلٰی نَفْسِہٖ وَعِیَالِہٖ وَلَوْ بَاعَھَا بِالدَّرَاھِمِ لِیَتَصَدَّقَ بِھَا جَازَ لِاَنَّہٗ قُرْبَۃٌ کَالتَّصَدُّقِ کَذَا فِی التَّبْیِیْنِ اھ ملخصاً

اور مسجد کی چٹائی وغیرہ میں صرف کرنا بھی قربت ہے نہ اپنا تمول (مال جمع کرنا) جو ممنوع ٹھہرا۔ پس دونوں صورتیں مسئول سائل کا حکم جواز ہے بحمد اللہ تعالیٰ یہ وہ تحقیق ہے جس سے اس فصل کی تمام جزئیات کا حکم نکل سکتا ہے فَاَتْقِنْ ھٰذَا لِعَلَّکَ لَا تَجِدُہٗ بِھٰذَا الْاِیْضَاحِ وَالتَّحْرِیْرِ فِیْ غَیْرِ ھٰذَا التَّحْرِیْرِ وَلَا عَلَیْکَ مِنْ اِخْفَائِہٖ عَلٰی بَعْضِ اَبْنَاءِ الزَّمَانِ الْمُدَّعِیْنَ الْعِلْمَ الْغَزِیْرَ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ حصہ ہشتم ص ۱۷۴)

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ قربانی کی کھال سے مسجد بنانا درست ہے یا نہیں؟ اور کوئی عمارت مثل مسافرخانہ نشست چوپال جس میں

مسافر یا اپنے ہم قوم مقیم ہو سکیں۔ بینوا توجروا

جواب: مسجد یا وجہ اللہ مسافرخانہ وغیرہ آرام مسلماناں کی عمارت بنانا جس میں اجر ہو اور حصول اجر ہی کی نسبت ہو بالجملہ ہر اس کام میں جو شرعاً قربت ہو اس میں قربانی کی کھال صرف کرنا ہرگز ممنوع نہیں رسول اللہ ﷺ نے اضحیہ کی نسبت جیسا تَصَدَّقُوْا فرمایا صدقہ کر دو یونہی وَاتَّجِرُوْا بھی ارشاد فرمایا وہ کام کرو جس میں ثواب ہو رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ اور امام زیلعی شرح کنز میں فرماتے ہیں:

لَوْ بَاعَھَا بِالدَّرَاھِمِ لِیَتَصَدَّقَ بِھَا جَازَ لِاَنَّہٗ قُرْبَۃٌ کَالتَّصَدُّقِ

معلوم ہوا کہ عین تصدق بھی لازم نہیں بلکہ قربت کا ہونا درکار ہے۔ تصدق بھی اسی لئے مطلوب ہوا کہ قربت ہے تو جو قربت ہو سب کی وسعت ہے۔ ہاں بہ نیت تمول اپنے صرف میں لانے کو اس کے دام کرنا جائز نہیں حدیث مَنْ بَاعَ جِلْدَ اُضْحِیَتِہٖ فَلَا اُضْحِیَۃَ لَہٗ رَوَاہُ الْحَاکِمُ وَالْبَیْھَقِیُّ کا یہی محل ہے اور حدیث صحیحین میں مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو رسول اللہ ﷺ کا اپنے شتران قربانی، حج کی نسبت حکم فرمانا کہ "ان کا گوشت پوست تصدق کر دیں" جواز تصدق کی دلیل ہے نہ تعیین تصدق کی ورنہ اَکْلٌ وَاِدِّخَارٌ بھی ممنوع ہو جائیں حالانکہ بالاجماع جائز و منصوص ہیں وہ واقعہ حال ہے اور وقائع حال کے لئے عموم نہیں اسی حدیث میں ان کی جھلیں اور جھولیں تصدق کر دینے کا بھی حکم ہے تو جواد کریم ﷺ کی بخشش تھی نہ کہ عام تشریع۔ ہاں جس نے تمول کے لئے بیچی وہ ان داموں کو تصدق ہی کرے کہ ان کا حصول بر وجہ خبیث ہے اور جو مال یوں حاصل ہو اس کی سبیل تصدق ہے۔ عبارت ہدایہ کا یہی مطلب ہے۔ خود ہدایہ میں فرمایا "اَلْمَعْنٰی فِیْہِ اَنَّہٗ تَصَرُّفٌ عَلٰی قَصْدِ

التَّمَوُّلِ . وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ"

(فتاویٰ رضویہ ص ۴۷۵ ج ۸)

مسئلہ:

قربانی کی کھال بہ نیت تصدق فروخت کرنا یا اس کی قیمت سے بوریا وغیرہ خرید کر مسجد میں رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

جواب: جائز ہے کہ تصدق کے لئے بیچنا یا مسجد کے صرف میں لانا دونوں قربت ہیں اور یہاں وہی مقصود۔ عالمگیری میں ہے:

لَا يَبِيْعُهٗ بِالدَّرَاهِمِ لِيُنْفِقَ عَلٰى نَفْسِهٖ وَعِيَالِهٖ وَلَوْ بَاعَهَا بِالدَّرَاهِمِ لِيَتَصَدَّقَ بِهَا جَازَ لِاَنَّهٗ قُرْبَةٌ كَالتَّصَدُّقِ كَذَا فِي التَّبْيِيْنِ مُلَخَّصًا وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ

ایضاح الجواب

اصل یہ ہے کہ اضحیہ مثل دم قران وتمتع وذبح تطوع ودم شکر ہے ان میں قربت مقصودہ صرف اِرَاقَةُ دَمٍ لِوَجْهِ اللّٰهِ سے حاصل ہو جاتی ہے ولہٰذا ان کے لَحْمْ وغیرہ کا تصدق واجب نہ ہوا اور خود کھانے کی اجازت بھی عطا فرمائی اور کھال کی کوئی چیز مثل مشکیزہ وغربال وپوستین وتوشہ دان وفرش وتکیہ وجلد کتاب وغیرہ بنا کر اپنے تصرف میں لانا بھی روا۔ اسی طرح مذہب صحیح میں جلد ولحم کی تبدیلی بھی ایسی اشیاء سے جائز ٹھہری جو اپنی بقائے عین کے ساتھ استعمال میں آئیں جیسے برتن، کتابیں، کپڑے۔ یونہی اغنیاء کو گوشت یا کھال یا اس کی کوئی چیز بنا کر یا اسی قسم کی اشیاء ان کے

عوض خرید کر ہدیہ دینا بھی جائز ہوا۔ ولہٰذا فقیر کو دینے میں تملیک شرط نہ ہوئی بلکہ اباحت بھی روا ٹھہری یعنی دے نہ ڈالے بلکہ دسترخوان پر بٹھا کر کھلا دے۔ شرح نقایہ علامہ برجندی میں ہے:

وَيُؤْكِلُ اَیْ يُطْعِمُ مَنْ يَّشَاءُ مِنْهَا عَلٰى طَرِيْقِ الْاِبَاحَةِ سَوَآءٌ كَانَ فَقِيْرًا اَوْ غَنِيًّا وَيَهَبُ مَنْ يَّشَاءُ فَقِيْرًا اَوْ غَنِيًّا

شرح لباب میں ہے:

كُلُّ دَمٍ وَجَبَ شُكْرًا فَلِلصَّاحِبِ اَنْ يَّاْكُلَ مِنْهُ مَا شَاءَ وَيُؤْكِلَ الْاَغْنِيَاءَ وَلَوْ بِالْاِبَاحَةِ وَالْفُقَرَاءَ تَمْلِيْكًا اَوْ اِبَاحَةً وَلَا يَجِبُ التَّصَدُّقُ بِهٖ لَا بِكُلِّهٖ وَلَا بِبَعْضِهٖ اھ ملخصاً.

البتہ یہ ناجائز ہے کہ اپنے یا اپنے اہل وعیال یا اور اغنیاء کے صرف میں لانے کو گوشت، کھال یا کسی جزء کو بعوض ایسی اشیاء کے فروخت کرے جو استعمال میں خرچ ہو جائیں اور باقی نہ رہیں جس طرح روپیہ پیسہ یا کھانے پینے کی چیزیں یا تیل پھلیل وغیرہ کہ ان کے عوض اپنی نیت سے بیچنا تمول ہے اور نیت اغنیاء مثل اپنی نیت کے ہے اور یہ جانور جس سے اقامت قربت ہوئی اس قابل نہ رہا کہ اس کے کسی جزء سے تمول کیا جائے بخلاف اس کے کہ اس قسم کی اشیاء سے مصرف خیر میں صرف کرنے کو مبادلہ کرے کہ اس میں معنی ممنوع یعنی تمول متحقق نہیں تو اس نیت سے یہ استبدال بھی جائز ہوا خلاصہ یہ کہ بعد قربانی اس کے اجزاء میں ہر قسم کا تصرف غنی کو حلال ہے مگر وہ جس میں معنی تمول پائے جائیں۔ اس تحقیق سے واضح ہوا کہ علماء جو ایک شق تصدق کی لکھتے ہیں اس کے یہ معنی نہیں کہ تصدق عین ضروری ہے یعنی خاص

اسی چیز کو بغیر بدل خیرات کرے بلکہ مطلقاً ہر شے کے عوض بیچ کر خیرات کرنی جائز ہے خواہ روپے پیسے ہوں یا اشیاء خوردنی یا اعیان باقیہ۔ نہ یہ کہ عین تصدق ضرور ہے جس کے حقیقی معنی فقیر کو مالک کرنا ہے بلکہ مطلقاً ہر مصرف خیر میں صرف کرنا جائز ہے اگرچہ اس میں کسی کی تملیک نہ ہو جیسے کفن موتی وتعمیر مسجد وغیر ذالک۔ ولھذا اباحت رو الظہیری اور علامہ زیلعی کی عبارت مذکورہ: لَوْ بَاعَهَا بِالدَّرَاهِمِ لِيَتَصَدَّقَ بِهَا جَازَ لِاَنَّهٗ قُرْبَةٌ كَالتَّصَدُّقِ نے صاف واضح کر دیا کہ قربت چاہیے۔ خاص تصدق کی کوئی خصوصیت نہیں اور خود ظاہر ہے کہ جب بے صورت تمول اپنے اور اغنیاء کے صرف میں لانا روا ہوا اور جانور کا قربت کے لئے اس کا ملتع نہ ٹھہرا تو مصارف خیر جن میں اصلاً بوئے تمول نہیں اور خود امور قربت ہیں بدرجہ اولیٰ جائز ہوں گے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۸ ص ۴۷۱)

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چرم قربانی واسطے تعمیر مسجد واشیاء متعلقہ مسجد مثل بوریا، بدھنا، فرش، شامیانہ وغیرہ یا برائے درستگی قبرستان کے دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: قربانی اِرَاقَةُ دَمٍ لِوَجْهِ اللّٰهِ سے ہوتی ہے كَمَا نَصَّ عَلَيْهِ الْعُلَمَاءُ قَاطِبَةً اس کے بعد کھانے کھلانے دینے دلانے سے اس میں کچھ فرق نہیں آتا اگرچہ کسی کو دے اور چرم کے باب میں ابھی بیان ہوا کہ ہر قربت روا ہے وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ

(فتاویٰ رضویہ جلد ۸ ص ۴۷۳)

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کیا قیمت پوست قربانی مرمت مسجد اور بوریا وغیرہ مسجد میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور غسل خانہ، پاخانہ واردین مسجد کے لئے اس قیمت سے بنوانا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

جواب: اصل یہ ہے کہ اراقت دم سے اقامت واجب کے بعد اجزائے اضحیہ سے صرف تمول ممنوع ہے۔ خاص تصدق ضروری نہیں بلکہ جمیع انواع خیر کہ مثل تصدق قربت ہیں سب جائز ہیں اور بالا بیچ خود اپنے صرف میں لانا دیگر احباب اغنیاء کو ہدیہ دینا بھی جائز۔ حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

كُلُوْا وَادَّخِرُوْا وَاتَّجِرُوْا

کھاؤ اور اٹھا رکھو اور وہ کام کرو جس سے ثواب حاصل ہو۔

(رواہ ابوداؤد)

بالجملہ۔ مدار قربت وتمول پر ہے اور شک نہیں کہ مسجد کی مرمت اس میں بوریا وغیرہ آلات کا رکھنا۔ غسل خانہ بنانا سب افعال قربت ہیں تو ان میں اس کا صرف ضرور جائز۔ اس طرح واردین مسجد کے لئے پاخانہ بنانا اگر فنائے مسجد سے جدا اور زمین وقف میں خلاف مشروط تصرف سے بر کراں ہو باعث اجر ہے كَمَا لَا يَخْفٰى وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ۔

(فتاویٰ رضویہ ص ۴۷۳ ج ۸)

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قربانی کی کھالیں تعمیر دیوار مسجد کے لئے دے دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر کھالیں بیچ کر دام کر لئے جائیں تو یہ دام

مسجد میں دے دینا جائز ہے یا نہیں؟ بینو اتو جروا

جواب:۔ اگر کھالیں صرف مسجد کے لئے پہلے دے دی جائیں تو ان کا داموں کے عوض بیچنا اپنے صرف میں لانے کے لئے نہ ہو بلکہ امور قربت و ثواب کی غرض سے ہو تو ان داموں کا مسجد کے صرف کے لئے دے دینا یہ دونوں صورتیں جائز ہیں اور اگر کھالیں اپنے صرف میں لانے کے لئے داموں کو بیچ ڈالیں تو یہ دام مسجد میں صرف نہیں ہو سکتے بلکہ مساکین کو دیئے جائیں جس مسکین کو دے وہ اپنی طرف سے مسجد میں لگا دے تو مضائقہ نہیں **والله تعالیٰ اعلم۔**

(فتاوٰی رضویہ ص ۴۷۴ ج ۸)

مسئلہ:

گزارش یہ ہے کہ قربانی کے چمڑوں کو یہاں کے مسلمان اپنے اپنے محلہ کی مسجد میں للہ خیرات دیتے ہیں اور متولیان مسجد ان کو بیچ کر قیمت جمع رکھتے ہیں اور حسب ضرورت امام کا بکار اس رقم میں سے دیتے ہیں۔ پس یہ قربانی کے چمڑوں کا مسجد میں خیرات دینا اور ان پیسوں کا امام کو دینا یا دوسرے ضروری خرچ مسجد ڈول، رسی وغیرہ میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟۔ بینو اتو جروا۔

جواب:۔ قربانی کے چمڑوں کو للہ مسجد میں دے دینا کہ انہیں یا ان کی قیمت کو متولی یا منتظمین مسجد مسجد کے کاموں مثلاً ڈول، رسی، چراغ، بتی، فرش، مرمت، تنخواہ موذن تنخواہ امام وغیرہ میں صرف کریں بلاشبہ جائز و باعث اجر و کار ثواب ہے۔ امام اگرچہ غنی ہو اس کی تنخواہ دینے کو متولی یا منتظم ان چمڑوں کو بیچ سکتے ہیں یا پہلے سے انہوں نے مصارف مسجد کے لئے دام کر رکھے ہیں تو انہی سے تنخواہ دے سکتے ہیں۔ فان الجلد

قد وصل موضع التقرب واعطاء وظيفة امام المسجد ايضا قربة

(فتاوٰی رضویہ ص ۴۷۶ ج ۸)

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چرم قربانی میں امام یا موذن مسجد کو دینا یا اس کی قیمت فروخت کر کے دینا جائز ہے یا نہیں؟۔ اگر پیش امام تنخواہ پاتے ہیں تو کیا حکم ہے؟ اور جن کی کوئی تنخواہ بھی مقرر نہیں صرف عید کو بطور ہبہ چندہ کر کے دے دیا۔ عیدالضحیٰ کو قربانی کے چرم وغیرہ دے دیئے یا محلہ میں نکاح خوانی لیں اسی پر ان کا گزراوقات ہے تو ایسوں کے واسطے چرم قربانی یا اس کی قیمت دینا کیسا ہے؟ اور کیا حکم ہے؟ بینو اتو جروا۔

جواب:۔ ’’امام و موذن غیر تنخواہ دار کو بطور اعانت چرم قربانی یا اس کی قیمت دینے میں حرج نہیں اور تنخواہ دار کو بھی جبکہ تنخواہ میں نہ دیں یعنی زید نے امام کو نوکر رکھا اور اس کی تنخواہ اس کے ذمہ ہے یہ قربانی کی کھال بیچ کر اسے ادا کرے تو اپنا روپیہ بچاتا اور اپنا مطالبہ اس سے ادا کرتا ہے اور یہ تمول ہے اور قربانی سے تمول جائز نہیں۔ ہاں اگر اہل محلہ نے امام و موذن کو مسجد کا نوکر رکھا جس کی تنخواہ ذمہ مسجد ہے تو چرم قربانی یا اس کی قیمت مسجد میں دے کر اس سے تنخواہ ادا کر سکتے ہیں **۔والله تعالیٰ اعلم۔**

(فتاوٰی رضویہ ص ۴۷۷ ج ۸)

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین مسئلہ ہذا میں کہ کھال قربانی کی اگر ہم

لوگ بلا رعیت کسی استحقاق، خدا کے واسطے خیال کر کے اگر اپنے امام مسجد کو دیویں تو جائز ہوگا یا نہیں؟

جواب: واجب اضحیہ **اراقۃ دم** سے ادا ہو جاتا ہے اس کے بعد **لحم** وجلد اس کی ملک ہیں۔ اس میں ہر تصرف مالکانہ کر سکتا ہے صرف تمول ممنوع ہے تو کھال جیسے خواہ اس کا ڈول، مشک، کتاب کی جلد وغیرہ بنوا کر اپنے صرف میں لا سکتا ہے۔ سید کو بھی دے سکتا ہے۔ ہر غنی کو دے سکتا ہے۔ تو امام نے کیا قصور کیا ہے؟ عام ازیں کہ صاحب نصاب ہو یا نہ ہو" امامت کے معاوضہ میں بھی چرم قربانی دینا ایک صورت میں جائز ہے وہ یہ کہ متولیان مسجد یا اہل محلہ نے اسی طرح اسے مقرر کیا کہ تم امامت کرو قربانی کی کھالوں سے تمہاری خدمت کی جائے گی یہ صورت بھی صورت تمول نہیں"

(فتاویٰ رضویہ جلد ۸ ص ۴۷۸)

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قربانی کی کھالیں کسی مسجد کی تعمیر کے کام میں لاویں یا ان کو فروخت کر کے مسجد کے چٹائی بنوالیں یا مسجد کے اور کام میں لاویں مثلاً مسجد کا سقاوہ بنوالیں یا مسجد میں اس کی قیمت کا پانی ڈلوائیں تاکہ سب نمازی وضو کریں یا مسجد میں آفتابہ بنوائے جائیں تاکہ نمازی وضو کریں ان سب صورتوں میں قربانی درست اور جائز ہوئی یا نہیں؟ بحوالہ حدیث و آیات و کتب معتبرہ تحریر فرماویں اجر ملے گا دن قیامت کے نزدیک اللہ جل شانہ کے۔

جواب: قربانی **اراقۃ دم لوجہ اللہ** کا نام ہے واجب اس قدر سے ادا ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے گوشت پوست کے لئے تین صورتیں ارشاد ہوئی ہیں۔ ا۔ بعد اپنے

صرف میں لایا جائے یا ۲۔ وقت حاجت کے لئے ذخیرہ رکھا جائے یا ۳۔ اس سے ثواب کا کام کیا جائے۔ ثواب میں وہ مسجد کے سب کام داخل ہیں جو سوال میں مذکور ہوئے۔ اجزائے اضحیہ سے صرف تمول ممنوع ہے کہ اس کے دام کر کے اپنے کام میں لائے جائیں **مَنْ بَاعَ جِلْدَ اُضْحِيَتِهٖ فَلَا اُضْحِيَةَ لَهٗ** کھال کی جس طرح جا نماز یا کتابوں کی جلدیں یا مشکیزہ اپنے لئے بنوا سکتا ہے یوں ہی کسی غنی کو بھی ہدیہ میں دے سکتا ہے اگرچہ وہ غنی امام ہو جبکہ اس کی تنخواہ میں نہ دی جائے۔ اور اگر تنخواہ میں دے تو امام اگر اس کا نوکر ہے جس کی تنخواہ اسے اپنے مال سے دینی ہوتی ہے تو دینا ناجائز کہ یہ وہی تمول ہوا جو ممنوع ہے اور اگر امام مسجد کا نوکر ہے جس کی تنخواہ مسجد دیتی ہے تو جائز ہے کہ یہ (چرم قربانی) مسجد میں دے دی جائے اور مسجد کی طرف سے امام کی تنخواہ میں دی جائے۔ قربانی کی کھالوں میں امام کا کوئی حق نہیں اور اسے جبراً لینا حرام ہے **قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔**

(فتاویٰ رضویہ جلد ۸ ص ۴۷۹)

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قیمت جلود قربانی مسجد میں لگانا درست ہے یا نہیں؟ بعض کہتے ہیں کہ فرش و چھت میں لگانا درست نہیں یعنی جس جگہ سجدہ کیا جائے وہ جگہ قیمت جلود قربانی سے نہ بنائی جائے کہ وہ قیمت صدقہ ہے اس جگہ سجدہ کرنا حرام ہے ہاں اس قیمت سے حدود دیوار مسجد یا غسل خانہ وغیرہ بنایا جائے تو درست ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ کنواں وغیرہ بنوایا جائے تو کچھ حرج نہیں خواہ مسجد

میں یا اور کہیں اور بعض کہتے ہیں کہ کنواں بھی نہ بنایا جائے کہ وہ قیمت صدقات سے ہے کہ اس کے پانی سے وضو جائز نہ ہوگا اور نہ اس کا پانی پینے کے قابل ہوگا تو جناب قبلہ سے امیدوار ہیں کہ اس کا ثبوت غلامان کو کیوں نہ دیا جائے قیمت جلود قربانی کس کام میں صرف کی جائے آیا مسجد یا کنویں وغیرہ میں لگانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: اگر قربانی کی کھال مسجد میں دے دی تو متولی کو اختیار ہے کہ اسے مسجد کے جس صرف میں چاہے صرف کرے اور اگر مسجد میں دینے کی نیت سے خود اس کے دام کئے تو وہ دام بھی مسجد کے ہر کام میں صرف ہو سکتے ہیں ہاں اگر اپنے خرچ لانے کی بدنیت سے کھال بیچی تو یہ دام خبیث ہیں مسجد میں نہ دے نہ مسجد کے کسی کام میں صرف ہوں بلکہ فقیر مسلمان پر صدقہ کئے جائیں و تحقیق المسئلۃ فی رسالتنا "الصافیۃ الموجبۃ لحکم جلود الاضحیۃ". واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ ص۴۸۲ ج۸)

مسئلہ:

علمائے ذی شان مسئلہ محررہ ذیل میں کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ زید پوست قربانی بعینہ مسجد میں دینے کو اور اس کی ضروریات میں خرچ کرنے کو خواہ تنخواہ موذن ہو یا دیگر حوائج مسجد جائز کہتا ہے اور عمر اس کو ناجائز کہتا ہے۔

جواب: زید کا قول صحیح ہے بے شک اسے امور بر و خیر میں صرف کر سکتے ہیں اور اپنے لئے ایسی چیز جو باقی رکھ کر استعمال کی جائے جیسے ڈول، مشک، کتاب کی جلد بنا سکتے ہیں اور اسے بعینہا اوقی مسجد میں دے سکتے ہیں۔ تصدق جس میں تملیک فقیر ضرور ہے صدقات واجب مثل زکوٰۃ میں ہے۔ ہر صدقہ واجبہ میں بھی نہیں جیسے کفارہ صیام و یمین و ظہار کہ ان کی طعام

میں تملیک فقیر کی حاجت نہیں اباحت بھی کافی ہے کما فی فتح القدیر و عامۃ الکتب۔ چہ جائیکہ قربانی کا تصدق اصلاً واجب نہیں ایک صدقہ نافلہ ہے اس میں اشتراط تملیک کہاں سے آیا؟ بلکہ ہر قربت جائز ہے نبی ﷺ فرماتے ہیں:

کلوا وادخروا واتجروا

کھاؤ اور ذخیرہ رکھو اور ثواب کا کام کرو۔ کیا مسجد میں دینا ثواب کا کام نہیں؟۔ امام زیلعی تبیین الحقائق میں فرماتے ہیں لانہ قربۃ کالتصدق کیا مسجد میں دینا قربت نہیں؟ اور عجیب منطق ہے کہ مسجد میں دینا تو جائز نہیں کی تملیک فقیر نہ ہوگی اور غنی کا اپنے صرف میں رکھنا جائز اس میں تملیک فقیر ہوگی۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ جلد ۸ ص ۴۸۳)

الحمد للہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے ان چودہ فتاویٰ مبارکہ سے روز روشن سے زیادہ روشن ہوا کہ قربانی کی کھالیں مسجد میں دے دینا شرعاً جائز بلکہ کار ثواب ہے پھر مسجد کے متولی کو اختیار ہے کہ مسجد کے جس مصرف میں اسے خرچ کرنا چاہے کر سکتا ہے اور جن مفتیوں نے تملیک کو شرط مانا ہے ان کا قول درست نہیں ہے۔ فلہ الحمد للہ علیٰ ذالک

نوٹ……: اگرچہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے فتاویٰ کے بعد ضرورت نہیں کسی دوسرے مفتی صاحب کے فتویٰ کو منضبط کیا جائے لیکن سنی شکی المزاج بھی ہوتے ہیں ان کے اور علمائے اہل سنت کے بعض فتاویٰ مبارکہ درج کرتا ہوں۔

مسئلہ ۱……﴿ محدث اعظم سید محمد شاہ صاحب اشرفی کچھوچھ شریف نے فرمایا کہ جلود اضحیہ صدقہ نافلہ ہے اور صدقات نافلہ سے مسجد کی خدمت بلا شبہ جائز ہے۔

مسئلہ ۲……﴿ حضرت علامہ امجد علی صاحب لکھتے ہیں:

"اور قربانی کا چمڑا اپنے کام میں بھی لا سکتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ کسی نیک کام کے لئے دے دے مثلاً مسجد یا دینی مدرسہ کو دے دے یا کسی فقیر کو دے دے۔ بعض جگہ یہ چمڑا امام مسجد کو دے دیا جاتا ہے اگر امام کی تنخواہ میں نہ دیا جاتا ہو بلکہ اعانت کے طور پر ہو تو حرج نہیں۔

(بہار شریعت ص ۱۵۱ ج ۱۵)

ازالہ وہم

اعلیٰ حضرت کے فتویٰ میں ابھی گزرا کہ امام کی تنخواہ میں قربانی کی کھال دینے سے اس باب میں کیا مراد ہے؟ یعنی قربانی کی کھال قربانی کرنے والے نے امام کو دی جسے اس نے اپنے گھر میں نوکر رکھا ہے اور اپنے ذمہ پر واجب ہونے والی تنخواہ میں یہ کھال دی ہے تو جائز نہیں اور اگر امام؛ مسجد کا نوکر ہے اور اس نے کھال مسجد کی انتظامیہ کو دے دی تو انتظامیہ اس کھال کو بیچ کر امام کی تنخواہ ادا کر سکتی ہے۔ و الله تعالیٰ اعلم

۳۔۔۔۔ صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"بعینہٖ کھال اپنے صرف میں لانا یا اس کے بدلے کوئی باقی رکھنے کی شے جائے نماز برتن وغیرہ مول لینا جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ قربانی کی کھال کسی مسجد یا مدرسہ یا کفن موتی میں دے دی جائے کہ ان کے مہتمم اسے بیچ کر لگائیں۔ غرض ہر حال میں افضل و اولیٰ جلود اضحیہ (قربانی کی کھالوں) کا امور خیر میں لگانا باعث ثواب جزیل و رضائے رب جلیل ہے۔

(فتاویٰ صدر الافاضل ص ۲۱۰)

۴۔۔۔۔ محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد صاحب لکھتے ہیں:

"قربانی کا چمڑا اپنے کام میں بھی لگا سکتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ کسی نیک کام کے لئے دے دے مثلاً مسجد یا دینی مدرسہ کو دیدے یا کسی فقیر کو دے دے۔ بعض جگہ یہ چمڑا امام مسجد کو دیا جاتا ہے اگر امام کو تنخواہ میں نہ دیا جاتا ہو بلکہ اعانت کے طور پر ہو تو حرج نہیں۔ لہٰذا امام مسجد لے سکتا ہے اگرچہ سید ہو مالدار ہو کیونکہ یہ صدقہ نافلہ ہے صدقہ واجبہ نہیں۔ اسی طرح ضروریات مسجد چٹائی؛ ڈول؛ مرمت وغیرہ امور میں صرف کر سکتا ہے۔ مسجد کے مقتدی شہری یا دیہاتی ضرورت مسجد میں چرم قربانی استعمال کر سکتے ہیں۔ امام مسجد چرم قربانی سے دینی کتب بھی لے سکتا ہے۔ وہاں کے لوگ اگر مالدار ہوں تو ان کے لئے بہتر یہی ہے اور ان کے لئے سعادت اس میں ہے کہ رقم جمع کریں اور اس کو مسجد کی تعمیر میں صرف کریں اور قربانی کی کھال کو اہل حاجت (فقراء؛ مساکین؛ بیوگان) کو دیں۔ نبی ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو قربانی کی کھال کو صدقہ کرنے کے متعلق حکم فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ صدقہ کرنا مستحب و بہتر ہے۔

(انوار شریعت)

محدث اعظم پاکستان علامہ الحاج محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور فیصل آباد کا دوسرا فتویٰ

بسم الله الرحمٰن الرحیم

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الرَّؤُفِ الرَّحِیْمِ وَنَبِیِّہِ الْکَرِیْمِ الْحَلِیْمِ وَ عَلٰی آ لِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَ حِزْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

امابعد۔ فقیر نے رسالہ "الفیوضات الحامدیہ" دیکھا۔ مسلک صحیح وصواب پر مشتمل پایا۔ رسالہ مبارکہ کے مولف عزیزم محترم فاضل نوجوان واعظ خوش بیان مولانا مولوی سید ریاض الحسن صاحب حامدی رضوی خطیب جامع مسجد امریکن کوارٹر حیدرآباد سندھ سلمہٗ نے خوب تحقیق فرمائی ہے اور دلائل کثیرہ سے قول محقق کی توضیح فرمائی ہے۔ مولیٰ ﷻ تبارک وتعالیٰ عزیز موصوف سلمہٗ کو مزید خدمت دین متین کی توفیق رفیق عطا فرمائے اور اہلسنت وجماعت کے لئے سرچشمہ فیض بنائے۔ دیوبندیوں، وہابیوں کے امام ثانی نام کے مولوی رشید احمد دیوبندی گنگوہی نے یہ فتویٰ دیا کہ قربانی کی کھال صدقہ واجبہ ہے بنذا فقراء پر اس کا تصدق واجب ہے مسجد میں نہیں لگا سکتے۔ دیوبندی مولوی جو کہتے ہیں کہ مسجد میں قربانی کی کھال کا لگانا ناجائز ہے ان کا ماخذ دیوبندی امام کا یہ فتویٰ ہے۔ ہمارے نزدیک دیوبندی گنگوہی کا یہ فتویٰ صحیح نہیں غلط ہے اور دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتاوی کثرت سے غلط ہیں۔ کہ اس کو خلاف تحقیق فتویٰ دینے کی عادت تھی۔

اس مسئلہ کی تحقیق امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ مجدد دین وملت بریلوی قدس سرہٗ العزیز نے ایک رسالہ جلیلہ تحریر فرمایا جو ابھی غیر مطبوعہ ہے فتاویٰ رضویہ کی مجلدات میں مرقوم ومحفوظ ہے اور بھی علمائے کرام اہل سنت وجماعت نے اس مسئلہ کے متعلق قلم اٹھایا اور تحقیق فرمائی جس سے دیوبندی مفتی مغلوب ہوئے اور

غلط فتوے دے کر نادم ہوئے مگر دیوبندی کی ہٹ اور مرغے کی ایک ٹانگ کی رٹ مشہور ہے غلطی سے رجوع نہ کرنا حق کو قبول نہ کرنا ان کی دیرینہ فطرت ہے مگر ہمارا کام تو سمجھانے سے ہے سمجھائے جائیں گے رسالہ مبارکہ "الفیوضات الحامدیہ" بھی اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے کافی ووافی ہے۔ مولیٰ ﷻ حق پر قائم رہنے اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے واللہ تعالیٰ ھو الموفق وھو تعالیٰ اعلم

فقیر ابوالفضل محمد سردار احمد غفرلہ قادری چشتی رضوی خادم اہلسنت وجماعت

نوٹ ...... یہ فتویٰ رسالہ "الفیوضات الحامدیہ" سے لیا گیا۔

(۱۲رجب المرجب ۱۳۷۲ھ)

۴...... مفتی صاحب داد خان صاحب فرماتے ہیں:

"تعمیر مسجد ومدارس دینیہ میں قربانی کی کھالیں دینا بلاشبہ جائز ومستحسن ہے۔ اس کی فروخت شدہ قیمت بھی مسجد ومدارس میں دینا جائز ہے۔ اسے زکوٰۃ کے صدقہ واجبہ کے مصرف پر قیاس کرنا فقہی تدبیر سے بعید ہے۔

"واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب"

(الفیوضات الحامدیہ ص۳۵)

۵...... مفتی اعظم پاکستان ابوالبرکات [illegible]

"بلاشبہ پوست اضحیہ بعد ازانکہ خود ذبح کرے [illegible] اور بطور ہدیہ اور تحفہ دوست واحباب عزیز واقارب فقیر وغنی حتیٰ کہ سادات کرام اور جملہ بنی ہاشم کو بھی دے سکتا ہے۔ اور بہ نیت تصدق فروخت کرسکتا ہے جس کی کماحقہٗ تفصیل علامہ زماں محقق دوراں حضرت ملک العلماء مولوی ظفر الدین صاحب نے فتاویٰ مبارکہ میں فرما دی ہے اس کے بعد میں کسی توضیح اور تفصیل کی حاجت نہیں سمجھتا"۔

(الفیوضات الحامدیہ ص۳۶)

۶...... مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری صاحب کراچی لکھتے ہیں:

تعمیر مسجد ومدرسہ کے لئے قربانی کی کھالیں دینا جائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(الفیوضات الحامدیہ ص ۳۲)

۷۔۔۔ مولانا مفتی ابو سعید محمد امین صاحب فیصل آبادی اپنے فتویٰ میں لکھتے ہیں:

"قربانی کی کھالیں مسجد پر صرف ہو سکتی ہیں ان کو بیچ کر رقم مسجد کی تعمیر وغیرہ پر خرچ کی جائے یہ جائز ہے۔ عامہ کتب فقہ میں ہے کہ قربانی دینے والا کھال کو خود بھی استعمال کر سکتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ چرم قربانی کا صدقہ واجب نہیں لہذا بلا تکلف مسجد میں لگ سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

استاذ العلماء علامہ ابو البرکات سید احمد صاحب ناظم مفتی اعظم حزب الاحناف لاہور پاکستان مجاہد ملت حضرت علامہ محمد عبد الحامد صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ صدر جمعیۃ علمائے پاکستان کراچی صورت مسئولہ میں جو جوابات حضرات علمائے اکابر نے تحریر فرمائے اس سے کلیۃً اتفاق ہے۔

(عبد الحامد القادری ۱۷ رجب ۱۳۷۴ھ)

صدر جمعیت علمائے پاکستان کراچی نزیل حیدر آباد سندھ

فاضل اجل حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صاحب رحمہ اللہ علیہ ناظم جمعیۃ علمائے [illegible]

[illegible]

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دلائل قاہرہ سے بحمد اللہ صورت مسئلہ اصح ترہے اس کے بعد بھی کچھ کہا جائے تو دلیل عدم تفقہ ہے۔ حضرت الاخ الفاضل الجلیل نے اس دینی خدمت کا تکملہ فرما کر اشد دینی ضرورت کو پورا فرمایا جزاہ اللہ عنا وعن سائر اہل السنۃ خیر الجزاء۔ عفہ العبد الجانی احمد نورانی غفرلہ الباری

۱۷۔ ۷۔ ۷۴ھ (نزیل حیدر آباد سندھ)

حضرت مولانا حافظ قاری مصلح الدین صاحب قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

فاضل مجیب حضرت مولانا مفتی سید ریاض الحسن جیلانی حامدی رضوی نے چرم

قربانی کے مساجد و مصارف خیر میں استعمال کے جواز و حلت پر آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ و تصریحات فقہاء و ائمہ و تحقیقات انیقہ پر مشتمل جو رسالہ المسمی "بالفیوضات الحامدیہ فی تعمیر المساجد بجلود الاضحیہ" ترتیب فرمایا ہے فقیر نے اسے مِنْ اَوَّلِهٖ اِلٰی آخِرِهٖ دیکھا ہر صاحب عقل و انصاف کے لئے یہ رسالہ مبارکہ ازالہ حق کی وضاحت کے لئے کافی پایا ان کی تحقیق قابل تحسین و آفرین ہے مولیٰ تعالیٰ فاضل مجیب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے فیض و برکات کو عام فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

فقیر حافظ مصلح الدین صدیقی قادری رضوی نزیل حیدر آباد علامہ ابو الحسنات سید احمد صاحب صدر مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان لاہور خطیب اعظم مسجد وزیر خان لاہور۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ چرمہائے قربانی کو تعمیر مسجد میں دینا یا اس کی قیمت سے مسجد کی تعمیر قلعی اور شکست و ریخت کرانا مسجد کی ضروریات بوریا چٹائی مصلا دری ڈول خدام مسجد کی تنخواہ وغیرہ سب جائز ہے اس لئے کہ اضحیہ کا حکم ذبح تک وجوب کا ہے گوشت پوست اضحیہ واجب نہیں بلکہ محض نافلہ ہے بنا بریں اس سے افضل ضروریات مسجد پورے کئے جا سکتے ہیں۔ بلکہ یہ مصرف کشتی موزوں سے افضل ہے۔ قرضی شفاخانہ جن میں زیادہ خرچ ملازمین پر ہوتا ہے مسجد بہتر ہے۔ هٰذَا مَا عِنْدِیْ فقیر ابو الحسنات سید محمد احمد قادری۔

حضرت مولانا ابو الرشید محمد عبد العزیز صاحب خطیب جامع مزنگ لاہور:

مبسملا و حامدا و مصلیا احقر نے رسالہ "الفیوضات الحامدیہ فی تعمیر المساجد بجلود الاضحیہ" مِنْ اَوَّلِهٖ اِلٰی آخِرِهٖ لفظ بلفظ حرف بحرف پڑھا مجھے اس سے پورا پورا اتفاق ہے کیوں نہ ہو اس کا ماخذ کتب معتبرہ و متداول احناف کرام ہیں۔ اکثرھم اللہ سودھم مولانا المکرم نے بدلائل قاہرہ و براہین ساطعہ ثابت کیا ہے کہ چرم قربانی کو تعمیر مسجد میں صرف کر سکتے ہیں۔ ہاں پنجاب میں بعض جگہ آئمہ مساجد جن کی کوئی تنخواہ یا وظیفہ مقرر نہیں ہوتا۔ عید الفطر پر فطرات اور عید الاضحیٰ پر چرم قربانی وغیرہ ہی ان کا وظیفہ ہوتا ہے وہ اس سے مستثنیٰ ہیں المعھود کالمشروط

انا العبد المفتقر الی اللہ العزیز ابو الرشید محمد عبد العزیز
اصلح اللہ حالہ ومالہ خطیب جامع مزنگ لاہور مالھا

اللہ عن الجور بعد الکور (عزیز منزل متصل تکیہ نور شاہ مرحوم)
جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا مولوی محمد مہر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

قربانی کی کھالیں صدقہ نافلہ ہونے کی حیثیت سے مساجد وغیرہ میں استعمال کی جا سکتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

محمد مہر الدین مدرس حزب الاحناف لاہور پاکستان

حضرت مولانا مولوی غلام رسول صاحب لاہور

مسجد و مدرسہ میں قربانی کی کھالیں دینا یا اس غرض سے فروخت کر کے قیمت دینا جائز ہے بغرض تملک فروخت کر کے قیمت دینا ناجائز ہے بلکہ فقراء پر تصدق کرے۔ فاضل مجیب کا خلاصہ جواب درست ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَرَسُوْلُهٗ

الفقیر غلام رسول قادری رضوی غفرلہ مدرس دار العلوم حزب الاحناف لاہور

تصدیق از حضرت مولانا مولوی سید محمود احمد صاحب رضوی خلف الرشید علامہ ابو البرکات سید احمد صاحب ناظم و مفتی الاعظم دار العلوم حزب الاحناف لاہور

اَلْجَوَابُ صَحِيْحٌ

سید محمود احمد رضوی مدیر رسالہ رضوان لاہور

تصدیق از عالم اجل حضرت مولانا مولوی ابو سعید محمد امین صاحب مفتی جامعہ شریفیہ

اَلْجَوَابُ صَحِيْحٌ وَصَوَابٌ اَلْمُجِيْبُ مُصِيْبٌ وَ مُثَابٌ

الفقیر ابو سعید محمد امین غفرلہ مدرس جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائلپور

تصدیق از عالم جلیل حضرت مولانا مولوی ابو انور محمد احسان الحق صاحب مدرس و مفتی جامعہ شریفیہ۔

اَلْجَوَابُ صَحِيْحٌ وَالْمُجِيْبُ نَجِيْحٌ

الفقیر ابو انور محمد احسان الحق غفرلہ قادری رضوی خادم جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائلپور

تصدیق از فاضل نوجوان عالم جلیل الشان مولانا مولوی محمد ابراہیم خوشتر صاحب حامدی صدیقی بریلوی فاضل جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائلپور

اَلْجَوَابُ هُوَ الْجَوَابُ مَنْ اَجَابَ فَقَدْ اَصَابَ

محمد ابراہیم خوشتر الحامدی صدیقی بریلوی

﴿۲۲﴾ فتویٰ شریف

فاضل ابن فاضل مفتی ابن مفتی رئیس الخطباء حضرت مولانا و علامہ الحاج ابو انور محمد بشیر صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ (شیر پنجاب) کوٹلی لوہاراں مغربی (ضلع سیالکوٹ)

سوال: قربانی کی کھالیں تعمیر مساجد میں صرف کی جائیں تو جائز ہے یا نہیں؟ اور جو شخص زیر تعمیر مسجد میں ان کھالوں کو صرف کرنے سے روکے اس کے لئے کیا حکم ہے؟۔

جواب: جائز ہے اور جو صاحب روکتے ہیں غالباً وہ اسے زکوٰۃ کی مثل اور صدقہ سمجھتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ زکوٰۃ کا دے دینا ضروری ہے اور قربانی کی کھالیں خود بھی رکھ لینا جائز ہے۔ خود رکھے یا کسی کو دیدے ہر طرح جائز ہے۔ بنا بریں اگر یہ کھال کسی ایسے شخص کو دے دی گئی جس نے اسے مسجد کی تعمیر میں اسے خرچ کر دیا تو اس میں ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔

(رسالہ "ماہ طیبہ" کوٹلی لوہاراں مغربی جلد دوم نمبر ۵ ماہ صفر المظفر ۱۳۷۴ھ ص ۲۸)

﴿۲۳﴾ تائیدی فتاویٰ اکابر علماء کرام

نقل فتویٰ مبارکہ حضرت ملک العلماء فاضل بہاری مولانا محمد ظفر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے متعلق کہ چرم قربانی تعمیر مسجد و دیگر مصارف مسجد میں صرف ہو سکتی ہے یا نہیں؟ **بینوا وتوجروا**

جواب:...... بلاشبہ پوست اضحیہ کو تعمیر مسجد میں دینا اور اس سے مسجد کی تعمیر قطعی مرمت کرنا اس کے لئے جانماز، بوریاں، چٹائی، لوٹے، رسی، ڈول، جھاڑو، چراغ، بتی، تیل، موم بتی خریدنا مسجد کے لئے حدود حرم سے باہر کنواں، غسلخانہ، استنجا خانہ، پاخانہ، امام و مؤذن، جاروب کش کو مسجد کی تنخواہ دینا سب کچھ جائز و درست ہے اس لئے کہ پوست اضحیہ کا صدقہ واجب نہیں بلکہ نفل ہے اگر صدقہ واجب ہوتا تو مثل زکوٰۃ اپنے نفس و عیال پر اس کا صرف کرنا یا کسی غنی یا ذمی کا فر کو دینا ہرگز جائز نہ ہوتا۔ عالمگیری جلد ۵ میں ہے وَلَيْسَ لِلْمُتَصَدِّقِ اَنْ يَّاْكُلَ صَدَقَتَهٗ وَلَا اَنْ يُّعْطِيَ غَيْرَهٗ مِنَ الْاَغْنِيَاءِ ہدایہ میں ہے وَلَا يَجُوْزُ اَنْ يَّدْفَعَ الزَّكٰوةَ اِلٰى غَنِيٍّ حالانکہ گوشت اضحیہ خود کھانا اغنیاء کو کھلانا پوست اضحیہ کو بعینہ اپنے مصرف میں لانا یا اغنیاء یا ذمی کو دینا جائز ہے۔ فتاویٰ خیریہ پھر فتاویٰ ہندیہ میں ہے وَيَهَبُ مِنْهَا مَا شَاءَ مِنَ الْاُضْحِيَةِ مَا شَاءَ لِلْغَنِيِّ وَالْفَقِيْرِ وَالْمُسْلِمِ وَالذِّمِّيِّ. فتاویٰ عالمگیری میں تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق سے ہے وَيَتَصَدَّقُ بِجِلْدِهَا اَوْ يَعْمَلُ مِنْهُ نَحْوَ غِرْبَالٍ

او جراب و لا باس بان یشتری به ما ینتفع بعینه مع بقائه استحسانا وذلک مثل ما ذکرنا الی قوله) ولو باعها بالدراهم لیتصدق بها جاز لانه قربة کالتصدق کما فی التبیین وھکذا فی الھدایة والکفایة بعض حضرات کو تصدق بجلدھا سے صدقہ واجب سمجھا اور صرف تملیک یا اباحت فقراء پر اقتصار کرنا معانی تصدق کی تخصیص پر مبنی ہے اس لئے کہ صدقہ کا بہت سے معانی پر اطلاق کیا جاتا ہے تو خلاف تصریحات علماء ایک معنی خاص پر اسے محمول کرنا قطعا من گھڑت ہے ما انزل اللّٰہ بھا من سلطان صدقہ کے معنی کار خیر میں صرف کرنا یعنی وہ کام کرنا جس سے اجر و ثواب ہو اور ظاہر ہے کہ مسجد بنانا بحکم حدیث شریف باعث اجر کثیر و ثواب جزیل ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ فرماتے ہیں من بنی للّٰہ مسجدا ولو کمفحص قطاة بنی اللّٰہ لہ بیتا فی الجنة رواہ الامام الاعظم فی مسندہ والامام احمد فی مسندہ وزاد لبعضھا بعد قولہ قطاة والشیخان والترمذی وابن ماجة وغیرھم فی غیرھا بالفاظ متقاربة مختصرا من رسالتی "اعلام الساجد بصرف جلود الاضحیة الی المساجد" والتفصیل والا دلة فیھا فلیطالعھا من شاء واللّٰہ تعالٰی اعلم۔

محمد ظفر الدین قادری رضوی ملک العلماء فاضل بہاری

کتبه عبدہ العاصی محمد ظفر الدین الرضوی عفی عنه بمحمد المصطفٰی صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم۔

آخری گزارش:

مخالفین کے لئے دلائل کی روشنی میں حق کے اعتراف کے لئے اتنا کافی ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ فقیر اور ناشر کی سعی قبول فرمائے اور قارئین کے لئے مشعل راہ بنائے۔

آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین ﷺ

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۳ ربیع الاول شریف ۱۴۲۹ھ

بہاول پور پاکستان

بتعاون
مدرسہ غوثیہ واحدیہ
محلّہ میانہ میانوالی شہر
و
مدرسہ کنزالایمان پیرخانہ سرائے عالمگیر
انجمن بزمِ جلالیہ گجرات
ناشر
سیرانی کُتب خانہ
ماڈل ٹاؤن "بی" نزد سیرانی مسجد بہاولپور موبائل: 0300-6830592